استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ بنات اہلسنت

جلد نمبر 4 | جولائی 2013ء | شمارہ 7

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

نماز تراویح 20 رکعات

دورہ تحقیق المسائل
افادیت اور ضرورت

عورت کا اعتکاف

رحمت حق بہانہ می جوید



احناف میڈیا سروس

استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ بنات اہلسنت (لاہور)

ملفوظ علی

مولانا محمد الیاس گھمن

جلد 4 | جولائی 2013ء | شمارہ 7

زیر سرپرستی

حضرت اقدس، عارف باللہ حکیم

شاہ محمد اختر (دامت برکاتہم)

سرپرست خصوصی

مولانا بشیر احمد قاسمی

معاون مدیر

عابد جمشید رانا

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم فل پنجاب یونیورسٹی لاہور

حافظ محمد کلیم اللہ

فاضل دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا، فاضل شعبہ صحافت جامعۃ الرشید کراچی

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بیرون ممالک

امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر...... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر...... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر...... سالانہ

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

-/240 روپے

علاوہ ڈاک خرچ سالانہ زر تعاون

منی آرڈر بھیجنے کا پتہ

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا 0332-6311808

www.islahunnisa.com

islahunnisa@gmail.com

خط و کتابت دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور

فہرست

اسے آ گیا ہے مرنا !! 5

"رحمتِ حق بہانہ می جوید" 7

ادار یہ

دورہ تحقیق المسائل .... افادیت اور ضرورت 10

مولانا محمد کلیم اللہ

نماز تراویح 20 رکعات 18

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

عورت کا اعتکاف 35

مولانا مقصود احمد سکھیرا

ہاں !وہ میرا امام تھا!! 40

حافظ محسن شریف

مجبور مائیں 47

فوزیہ چوہدری

اسلام میں عورت کا مقام 50

طارق نعمان گڑنگی

درسِ قرآن

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتمٰی والمسٰکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وماملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا۔

سورۃ النساء آیت نمبر 36

تفسیر: قرآن و سنت نے پڑوسیوں کے حقوق کی رعایت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی تاکید فرمائی ہے، پھر پڑوسیوں کے تین درجے اس آیت میں بیان فرمائے گئے ہیں، پہلے درجے کو جار ذی القربیٰ اور دوسرے کو الجار الجنب کہا گیا ہے جس کا ترجمہ اوپر دور والے پڑوسی سے کیا گیا ہے پہلے سے مراد وہ پڑوسی ہے جس کا گھر اپنے گھر سے بالکل ملا ہوا ہو، اور دوسرے سے مراد وہ پڑوسی ہے جس کا گھر اتنا ملا ہوا نہ ہو۔...... خلاصہ یہ کہ پڑوسی چاہے رشتہ دار ہو یا اجنبی، مسلمان ہو یا غیر مسلم، اس کا گھر بالکل ملا ہوا ہو یا ایک دو گھر چھوڑ کر ہو ان سب کے ساتھ اچھے برتاؤ کی تاکید فرمائی گئی ہے۔صاحب بالجنب: یہ پڑوسی کی تیسری قسم ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جو عارضی طور پر تھوڑی دیر کے لیے ساتھی بن گیا ہو مثلاً سفر کے دوران ساتھ بیٹھا یا کھڑا ہو یا کسی مجلس یا کسی لائن میں لگے ہوئے اپنے پاس ہو وہ بھی ایک طرح کا پڑوسی ہے اور اس کے ساتھ بھی اچھے برتاؤ کی تاکید فرمائی گئی ہے بلکہ اس سے بھی آگے ہر راہ گیر اور مسافر کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے چاہے وہ اپنا ساتھی یا پڑوسی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین

درسِ حدیث

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

عن ابی هريرة رضی الله عنه مرفوعاً: لما قضى الله الخلق كتب كتابا فهو عنده فوق عرشه ان رحمتی سبقت غضبی وفی رواية غلبت غضبی۔

متفق علیہ

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کا پیدا فرمانے کا ارادہ کیا (یہ وقت وہ تھا جب مخلوق سے اعمال صادر نہ ہوئے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ یہ معاملہ کیا کہ) اپنے عرش پر ایک کتاب میں یہ مضمون لکھ کر رکھ لیا کہ میری رحمت؛ میرے غضب پر غالب ہے۔

تشریح:

اگرچہ غضب بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے مگر چونکہ اس کا وقوع کم ہوتا ہے اس لیے اسمائے الہیہ میں کوئی نام ایسا نہیں جو صفت غضب پر دلالت کرتا ہو۔ ہاں! اللہ تعالیٰ کا نام رحمٰن ہے، رحیم ہے، ودود ہے منتقم ہے، مگر غضبان یا غضوب خدا کا نام نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ اعتبار صفت غالبہ کا ہے اور موصوف کو ہمیشہ صفت غالبہ ہی کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے نہ کہ صفت غیر غالبہ کے ساتھ۔ چنانچہ ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جس میں نزع روح کا بیان ہے کہ ملائکہ جب مسلمان کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو اس بشارت دیتے ہیں ايها النفس المطمئنة ارجعی الی روح وریحان ورب غیر غضبان۔

اے نفس مطمئنہ! راحت، نعمت اور اپنے رب کے پاس چل جو غصہ والا نہیں ہے۔ اللہ رحمت والا معاملہ فرمائے۔ آمین یارب العالمین

اسے آ گیا ہے مرنا!!

اپنے مرشد و مربی حضرت شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ کی یاد میں مغموم دل کی آواز جن کے دم قدم سے اللہ کریم نے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمایا۔
متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کا درد بھرا اداریہ

1928ء کو ہندوستان کے شہر پرتاب گڑھ میں ایک ایسے بچے نے جنم لیا جس نے بڑے ہو کر تزکیہ نفوس کی بدولت لاکھوں بندگان خدا کی زندگی کی کایا پلٹ دی ۔ یعنی میرے مرشد و مربی حضرت والا الشاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً

حضرت والا کی زندگی کے بے شمار پہلو ہیں جن پر لکھا جا سکتا ہے آپ نے اپنی محنت کا میدان پیسے اور شہرت کو نہیں بلکہ لوگوں کے قلوب کو بنایا اور ان کے دلوں سے ماسوی اللہ کی آلائشیں باہر نکال پھینکیں ۔ عشق مجازی ، حسن پرستی ،اغلام بازی ،بد نظری جیسے گناہوں کو معاشرے سے ختم کرنے کی دن رات محنت کی ۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ محض گناہ ہی نہیں بلکہ بہت سارے کبیرہ گناہوں کا پیش خیمہ ہیں ۔ بد نظری سے زنا، لواطت ، ناجائز جنسی تسکین، فحاشی ، عریانی، شراب خوری اور ان کے حصول کے لیے ناجائز طریقہ آمدن سود ، رشوت ،ہیرا پھیری ، چور بازاری اور جھوٹ جیسے گناہوں کا لوگ ارتکاب کرتے ہیں ۔ حضرت نے صرف گناہوں کو نہیں بلکہ گناہوں کی جڑ کو اکھاڑ پھینکنے کی محنت کی ۔ اس کے لیے حضرت نے جن نفوس سے گناہوں کے تریاق کا فن سیکھا وہ حکیم الامت مجدد الملت الشاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے خاص تربیت یافتگان شمار ہوتے ہیں ۔

تین سال تک مولانا شاہ محمد احمد رحمہ اللہ سے فیض حاصل کیا اس کے بعد تقریباً 17 برس شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمہ اللہ سے طریقت و معرفت کے چشمہ صافی سے سیراب ہوتے رہے ۔ حضرت پھولپوری رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات کے بعد آپ نے شاہ ابرار الحق کے فیض صحبت سے کمال حاصل کیا اصلاح معاشرہ میں حضرت نے خانقاہی نظام کو حقیقی معنوں میں متعارف کرایا تصنیفی میدان میں 150 کے لگ بھگ آپ کی تالیفات مارکیٹ میں دستیاب ہیں اس کے علاوہ آپ کے مواعظ کی کیسٹیں ، آڈیو سی ڈیز، ویب سائیٹ پر متعدد بیانات اور اصلاح ظاہر و باطن پر مشتمل خاطر خواہ مواد لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب لائے ہوئے ہیں۔ اللہ کرے یہ فیض تاقیامت جاری وساری رہے۔

2 جون 2013 ء کو نماز مغرب کے قریب حضرت اس جہاں فانی سے اپنے اصلی محبوب کی طرف چل دیے جس کی محبت و معرفت میں اپنی زندگی کی بہاریں لٹا دیں تھیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے پسماندگان .... جن میں ہم سب بھی شامل ہیں .... کو صبر جمیل کی دولت عطا فرما کر حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اصل میں جب تک کسی اہل دل کی صحبت میسر نہ آئے اس وقت تک نہ تو انسان کو جینے کا ڈھنگ آتا ہے اور نہ ہی مرنے کا فن ۔ ہاں جب کسی اہل دل سے نسبت قائم ہو جائے تو دل میں اطمینان اور فرحت وسکون کی روح افزاء موجیں خلاق لم یزل کی رحمت میں غرق کر دیتی ہیں ۔ اسی لیے حضرت نے اپنا ایک شعر یوں ارشاد فرمایا ہے۔

کسی اہل دل کی محبت جو ملی کسی کو اخترؔ
اسے آ گیا ہے جینا اسے آ گیا ہے مرنا

"رحمتِ حق بہانہ می جوید"

سارا سال انسان اللہ کریم کی نافرمانی میں گزارتا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات سے دور بھاگتا ہے۔گناہ پر گناہ کرتا ہے: جھوٹ، بہتان، چغلی، حسد کینہ، بغض، عداوت الغرض ہر گناہ کرتا ہے۔ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو دوسروں کا دل دکھاتے ہیں ان کی کردار کشی کرتے ہیں اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔

ہر شخص اپنی گناہوں کی ان دلدل میں پھنسا ہوا ہوتا ہے، عصیاں کی تاریک وادیوں میں بھٹک رہا ہوتا ہے، ظلم وجور کے ان دیکھے انجام کی طرف رواں دواں ہوتا ہے فسق وفجور میں بے رحم موجیں اس کو ڈبو دینا چاہتی ہیں کہ شعبان کی آخری تاریخ میں مغرب کے قریب افق پر خدا کی رحمتوں اور بخششوں کا اعلان کرتا ہوا چاند نمودار ہوتا ہے۔جسے دیکھ کر اہل اسلام کے لبوں پر بے ساختہ یہ دعا آجاتی ہے :اللہ اکبر اللھم اھِلہ علینا بالامن والایمان والسلامۃ والاسلام والتوفیق لِما تحب وترضیٰ ربّنا وربک اللہ

سنن دارمی، ج1، حدیث 336

اس ماہ مبارک میں شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے تاکہ اہل اسلام کے لیے طاعات کو بجالانا آسان ہو جائے۔ بہت خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جو اس ماہ مبارک کے مقتضاء پر اپنی زندگی کے لیل ونہار کو ڈھال لیتے ہیں۔ صبح سحر گاہی میں سسکیوں اور آنسوؤں کی برسات میں اپنی قلبی کیفیات پر خشیت الٰہی کا رنگ چڑھاتے ہیں۔ صبح کا منظر بہت سہانا ہوتا ہے جب ہماری مائیں بہنیں سحری کی تیاری کر رہی ہوتی ہیں کوئی آٹا گوندھ رہی ہے تو کوئی سالن پکانے لگی ہے، کبھی

لسی تیار ہو رہی ہے تو کبھی دہی کو برتنوں میں ڈالا جارہا ہوتا ہے۔ دستر خوان لگ رہا ہوتا ہے اور اماں جان باربار یہ کہہ کر اٹھانے کی کوشش کر رہی ہوتی ہیں کہ سحری کا وقت ختم ہونے کو ہے جلدی اٹھو اور سحری کرلو۔ دوسری طرف مسجد کے میناروں سے یہ صدا گونج رہی ہوتی ہے: روزے دارو! اللہ کے پیارو! جنت کے حقدارو! اٹھو روزہ رکھو سحری کا وقت ختم ہونے میں ...... دوسری طرف چھوٹی دنیا بھی اٹھی ہوئی ہوتی ہے، منا قدموں کے بل رینگ کر دادا ابو کے پاس جا بیٹھا ہے اور گڑیا دودھ پینے میں مصروف ہے۔ بعض لوگ اس میں سستی کرتے ہیں اور نہار منہ روزہ رکھ لیتے ہیں حالانکہ سحری کھانے کی فضیلت ہمیں احادیث مبارکہ میں ملتی ہے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا بے حد اہتمام فرماتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔ مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً.

صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور وتاکید استحبابہ، رقم:1095

''سحری کھایا کرو اس لیے کہ سحری میں برکت ہے۔''

اس کے بعد نماز فجر کی باجماعت ادائیگی، تلاوت قرآن کریم ذکر اذکار نوافل صدقہ خیرات اور دیگر نیک کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ مغرب کی اذان کے وقت افطاری جیسی محبوب سنت کی ادائیگی کا عمل وجود میں آتا ہے۔

اسی طرح افطاری کرنے کی بھی بہت فضیلت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا.

صحیح ابن حبان، رقم:1670

''میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارے وہ ہیں جو (روزہ) افطار کرنے

میں جلدی کریں۔ ” یہاں ایک بات کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے ۔ ہمارے ہاں دینی امور میں افراط تفریط پائی جاتی ہے۔ اختتام سحر میں بعض لوگ دس منٹ پہلے یہ اعلان کرتے ہیں فقہ ....کے مطابق سحری کا وقت ختم ہوگیا ہے اور افطاری کے وقت ایک جدید گمراہ گروہ افطار سے 2 منٹ قبل اپنی مساجد سے اذانیں دے دیتے ہیں ۔ قارئین اچھی طرح نوٹ فرما لیں کہ اہل السنت والجماعت نہ تو افراط کا شکار ہیں اور نہ تفریط سے کام لیتے ہیں بلکہ اختتام سحر اپنے وقت پر کرتے ہیں یعنی جب اہل السنت کی مساجد سے اختتام سحر کا اعلان نہ ہو اس وقت تک سحری کھانے کی اجازت ہوتی ہے اس طرح ہم افطار میں بھی بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرتے۔

اس لیے جب تک اہل السنت والجماعت کی مساجد سے افطار کا اعلان نہ ہو یا اذان کی آواز نہ آئے اس وقت تک روزہ افطار نہ کریں۔اس ماہ مبارک کا ایک مسنون اور محبوب عمل تراویح ہے۔ پوری دنیا کے اہل السنت والجماعت عرب وعجم کے اہل اسلام 20 رکعات کے قائل ہیں اس سے کم پڑھ کر مسجدوں سے بھاگنا ناسمجھ لوگوں کا کام ہے اور غیر سنجیدہ بچگانہ حرکت کہلاتی ہے۔اس مہینے میں اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل اور احسان سے انسان کی بخشش کے بہانے تلاش کرتا ہے ”رحمت حق بہانہ می جوید“ اس لیے انسان کو اس ماہ میں اپنی بخشش کرانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے اللہ کریم سے سو فیصد سے بھی زیادہ امید ہے کہ وہ اپنے محبوب کے طفیل ہمارے گناہوں کو بخش کر ان کے پڑوس میں جنت نصیب فرمائیں گے۔لاتقنطوامن رحمۃاللہ

والسلام

محمد الیاس گھمن

دورہ تحقیق المسائل........افادیت اور ضرورت

مولانا محمد کلیم اللہ

Zarbekaleem313@gmail.com

قرآن وسنت اور فقہ کی اشاعت وتحفظ کے عالمی ادارے مرکز اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا میں تیسرا سالانہ 12 روزہ دورہ تحقیق المسائل بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحانات کے فوراً بعد 15 جون 2013ء کو پابندی وقت کے مطابق صبح 7:30 بجے اسباق شروع کر دیے گئے ۔ملک بھر سے فضلاء، علماء، طلباء، مدرسین، ائمہ مساجد اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے تقریباً 350 افراد نے اس کورس میں اپنی حاضری یقینی بنائی ۔ اتنی سخت گرمیوں میں جب دھوپ اور اس کی تپش جسم کے رویں رویں کو جھلسا رہی تھی اور سورج اپنی بے رحم آنکھیں ماتھے پر ٹکائے خوب جولانی دکھارہا تھا ایسے وقت میں طلب علم کے متوالوں کا ایک مشن اور کاز کے لیے مل بیٹھنا اور مسلک اہل السنت والجماعت کی حفاظت اور دفاع کا عزم مصمم کرنا محض اللہ کریم کا فضل ہے۔

لوگ پوچھتے ہیں کہ اتنے سارے لوگوں کو تم کیسے سنبھالتے ہو ؟ تمہارا کورس اس قدر کامیاب کیسے ہوتا ہے ؟ راقم چونکہ خود مرکز اہل السنت والجماعت کے دستر خوان علم کا خوشہ چیں ہے اس لیے وہ اس ”کامیابی“ کا راز بھی جانتا ہے کہ مرکز اہل السنت والجماعت کے سرپرست اعلیٰ اور روح رواں متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کو خداوند قدوس نے دو عظیم نسبتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔پہلی نسبت حضرت اقدس شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ کے واسطے سے

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی ہے جن کے مزاج میں اللہ کریم نے پابندئ وقت ، نظم ونسق اور اصول پسندی جیسی خوبیوں کو بطور خاص ودیعت فرمایا تھا۔ دوسری نسبت قطب عالم حضرت اقدس سید محمد امین شاہ نور اللہ مرقدہ کے سلسلے سے بطل حریت سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی ہے ، موصوف کے مزاج میں باری تعالیٰ نے جرات وبہادری ، حق گوئی ، جوانمردی ، دلیری و شجاعت جیسی صفات کوٹ کوٹ کر بھر دیں تھیں اس لیے حضرت الاستاذ ان دونوں نسبتوں کے حسین امتزاج کا مظہر اور دونوں مزاجوں کا سنگم ہیں۔

حضرت الاستاد متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے باہمی مشاورت کے بعد تمام شعبہ جات کے مسوؤلین کو ان کی ذمہ داریاں سپرد کردیں اور تاکید کی کہ اپنے فرائض میں کوتاہی نہ برتیں اللہ جزائے خیر دے مرکز اہل السنت والجماعت کے اساتذہ کرام اور تمام کارکنان کو جنھوں نے آنے والے مہمانوں کے اکرام میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ۔اہل السنت والجماعت کے متفقہ عقائد ومسائل کو بادلائل سمجھانے اور ان کی تنقیح کرنے کے لیے پہلے سے فائلیں ترتیب دے دی گئیں اس لیے کہ شرکاء کورس نفس مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیں اور اس دوران ان کو لکھنے کی زحمت بھی نہ کرنی پڑے۔

یہ کورس اپنے اندر بہت افادیت رکھتا ہے مسلک اہل السنت والجماعت احناف دیوبند سے وابستہ افراد کو اپنے مسائل اور ان کے دلائل سے واقفیت و آگاہی ، ان فکری تربیت اور دینی شعور کی بیداری اس کے مضمرات ہیں۔

دورِ حاضر میں جعل سازوں کی بہتات ہے اور اہل علم وفن چیدہ چیدہ ہیں جعل سازوں کے اعتراضات ، شبہات ، اشکالات اور ہفوات نے عوامی سوچ و

فکر پر برے اثرات ڈالے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر روز نت نئے عملی واعتقادی فتنوں کا ظہور ہو رہا ہے۔ دین مبین کی غلط تشریح، عقائد اسلامیہ کی من گھڑت تعبیر، قرآن وسنت کی من مانی توضیح جیسے الم ناک واقعات ؛ قصرِ اسلام کی بنیادوں کو ہلانے کی سازش ہیں۔اس لیے عوام کو صحیح عقیدہ، نظریہ، مسئلہ اور دلیل دینا اہل حق کا اولین فرض ہے اسی کے پیش نظر یہ مختصر دورانیے پر مشتمل دورہ تحقیق المسائل تشکیل دیا گیا ہے۔اس میں پڑھائے جانے والے لیکچرز کی فہرست ملاحظہ فرمائیں۔ قارئین اس کی افادیت کا اندازہ خود لگائیں۔

عقائد واخلاق	مسائل	فتنوں کا تعارف	حالاتِ حاضرہ
صفات باری تعالیٰ	مسئلہ تقلید	مرزائیت	اعتدال کی ضرورت
استوا علی العرش	بیس تراویح	بہائیت	عوام ؛علماء میں دوری
ختم نبوت	تین طلاق	غیر مقلدیت	حدیث؛ اہل حدیث
عصمت انبیاء	ترک رفع یدین	رضاخانیت	منکرین فقہ اور حدیث
صحابہ معیار حق	وضع الیدین	مماتیت	قدیم فقہ جدید مسائل
حجیت حدیث	ترک قراۃ	جماعت مسلمین	اسلامی میڈیا کا کردار
معجزات، کرامات	آمین بالسر	مودودیت	10 نکاتی فارمولہ
تصوف + عرض اعمال	مرد وعورت کی نماز میں فرق	فتنہ الہدیٰ انٹر نیشنل	عصری تعلیم اور دینی مدارس
عقیدہ حیات النبی توسل + استشفاع	نماز جنازہ	فتنہ ذاکر نائیک غامدیت	عصر حاضر کے متجددین

چونکہ شرکاء کورس کی اکثر تعداد مدرسین، فضلاء، علماء، طلباء، ائمہ

مساجد اور جدید تعلیم یافتہ حضرات پر مشتمل تھی اس لیے اہم موضوعات کا انتخاب کیا گیا اور معلمین بھی ماہر فن متعین کیے گئے جن میں خصوصی اسباق حضرت الاستاذ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کے تھے۔ دیگر مدرسین میں

شیخ التفسیر مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ	مولانا اللہ وسایا حفظہ اللہ
مفتی ابو لبابہ شاہ منصور حفظہ اللہ	مولانا عبد الجبار چوکیروی حفظہ اللہ
مولانا نثار الحسینی حفظہ اللہ	مولانا شفیق الرحمان حفظہ اللہ
مولانا ابو ایوب قادری حفظہ اللہ	مولانا عبد الشکور حقانی حفظہ اللہ
مفتی عبد الواحد قریشی حفظہ اللہ	مولانا محمد بلال حفظہ اللہ
مولانا عبد القدوس گجر حفظہ اللہ	مولانا خبیب احمد گھمن حفظہ اللہ
مولانا محمد نواز فیصل آبادی حفظہ اللہ	مولانا محمد رضوان عزیز حفظہ اللہ
مفتی شبیر احمد حنفی حفظہ اللہ	مولانا محمد اکمل حفظہ اللہ
مفتی محمد یوسف حفظہ اللہ	مولانا محمد ارشد حفظہ اللہ
مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ	مولانا محمد کلیم اللہ حفظہ اللہ

ہمارے ہاں وقت کی قدر کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے اس لیے شرکاء کورس کے ہمہ وقت مصروف رکھا جاتا ہے تاکہ یہاں آنے پر ان کے مزاج میں یہ بات سما جائے کہ متاع وقت ہمارا کل اثاثہ ہے اسی کے پیش نظر درج ذیل شیڈول طے کیا گیا تاکہ آنے والے مہمانان گرامی کا کوئی لمحہ بھی ضائع نہ ہو۔

وقت	مصروفیت
4:15	نماز فجر کی باجماعت ادائیگی
5:15تک	تلاوت واذکار مسنونہ مع اشراق

6:15تک	مرکز کی نئی تعمیر میں رضاکارانہ خدمت
7:30	سبق کی پہلی نشست
9:00تا9:30	ناشتہ + کھانا
9:30	سبق کی دوسری نشست
11:00 تا نماز ظہر	آرام
2:30	نماز ظہر کی باجماعت ادائیگی
30:تا5:00	سبق کی تیسری نشست
5:30	نماز عصر کی باجماعت ادائیگی
5:50تا6:35	مرکز کی نئی تعمیر میں رضاکارانہ خدمت
7:45تا8:30	بعد نماز مغرب تربیتی واصلاحی بیان
8:30تا9:00	کھانا
9:15	نماز عشاء کی باجماعت ادائیگی
9:45تا10:45	ملٹی میڈیا پروجیکٹر پر مخصوص بیان کی سماعت
11:00تا3:30	رات کا آرام

احناف میڈیا سروس کی آفیشل ویب سائیٹ www.ahnafmedia.com پر کورس کی مکمل کارروائی براہ راست نشر کی گئی آئن لائن Viewers کی تعداد تقریباً ایک لاکھ کے قریب تھی۔ جنہوں نے دنیا کے مختلف ممالک میں رہتے ہوئے ہمارے کورس کو سنا اوراس سے بھرپور استفادہ کیا۔ اختتامی تقریب میں مفتی سعید الحسن دہلوی نے دعا کرائی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ دین کی اشاعت اور تحفظ کا ذریعہ بنائے اور شرکاء کو اسناد تقسیم کی گئیں۔

المختصر !شرکاء کورس نے اس کی افادیت اور ضرورت کا صدق دل سے اعتراف کرتے ہوئے ہمیں اپنے تاثرات لکھ کر دیے چونکہ صفحات کا دامن تنگی کی شکایت کر رہا ہے اس لیے سے چند ایک کا تذکرہ قارئین کی نذر کرتا ہوں۔

تاثرات

﴿1﴾.............. محمد عمر اشرف، مشکوۃ شریف، اوکاڑہ

مجھے یہاں آکر کیا فائدہ ہوا ہے تو میں اپنے دل سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے یہاں آکر بہت زیادہ نفع حاصل ہوا ہے اپنے اہلسنت والجماعت حنفی دیوبندی ہونے پر فخر محسوس کیا ہے او یہ سب مرکز اہل السنت والجماعت کے اساتذہ اور خصوصاً استاد محترم مولانا محمد الیاس گھمن کے دروس کی وجہ سے ہے میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرکز اہل السنت والجماعت کو ترقیاں نصیب فرمائے۔

﴿2﴾.............. قیصر لطیف، درجہ خامسہ، چکوال

یہاں کا نظم و ضبط ہی بہت اچھا تھا مجھے پہلے باطل فرقوں کے بارے میں کچھ بھی علم نہ تھا لیکن یہاں آکر اساتذہ کی محنت سے الحمد للہ بہت کچھ ساتھ لے کر جا رہا ہوں۔

﴿3﴾.............. عنایت اللہ عینی، پشاور

میرے حضرت جی بحر طریقت حضرت شیخ فضل ربی الصوفی دامت برکاتہم تین چیزوں پر بہت زیادہ زور فرماتے ہیں۔(1)علم(2) عمل(3)خدمت اور یہاں مرکز اهل السنت والجماعت میں بھی میں نے ان تین چیزوں کو بہت زیادہ پایا ہے ...... ان چند دنوں میں مرکز اهل السنت والجماعت کے روحانی ماحول میں ؛میں نے دیکھا اور مشاہدہ کیا کہ سارے طلباء اور علماء اعمال بڑے شوق و ذوق

کیساتھ کر رہے تھے۔ حالانکہ مثل مشہور ہے کہ طلباء آزاد ہوتے ہیں لیکن یہاں یہ یہی طالبعلم بڑے شوق سے تلاوت کلام ،نوافل ، ذکر و مراقبے اور مختلف عبادات کر رہے تھے۔ مرکز کے اس نورانی ماحول کو بچہ بھی بخوبی محسوس کر سکتا ہے اس لئے تو میں اس روحانی اور خانقاہی ماحول میں بڑا لطف اور سکون محسوس کر رہا ہوں میں ان سب باتوں کا خلاصہ و نتیجہ اپنے استاذ جی حضرت متکلم اسلام علامہ محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کو قرار دیتا ہوں۔ جن کی محنت اور تربیت نے ایسا ماحول بنایا ہے ۔

﴿4﴾............... **امیر محمد**

اساتذہ مرکز اہل السنت والجماعت اور متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کا شکریہ جنہوں نے ایسا ماحول اور نظم بنایا کہ اس پر اعتراضات کا موقع نہیں دیا آنے والے طلباء و علماء کو شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

﴿5﴾............... **عبد الرحمٰن۔ درجہ رابعہ، لاہور**

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن اور باقی اساتذہ کرام کا مشکور ہوں جنہوں نے محنت کر کے ہمیں سمجھایا الحمدللہ یہاں آنے کا مجھے بہت فائدہ ہوا۔

﴿6﴾............... **محمد عمار یاسر، دار القرآن، فیصل آباد**

الحمدللہ! ہم ساتھیوں نے آپ کے پاس مرکز اہل السنت والجماعت میں بارہ روزہ دورہ تحقیق المسائل میں حصہ لیا اور بھرپور فائدہ اٹھایا۔

﴿7﴾............... **محمد محسن، درجہ سادسہ، فیصل آباد**

ہم نے اپنے مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں بہت کچھ حاصل کیا ہمیں اس مرکز میں پتہ چلا کہ دشمن اسلام کیسے کیسے نت نئے طریقوں سے ہمارے دین اسلام کو مٹانے کی اور ہمارے دلوں سے اسلام کی محبت کو ختم کرنے کی کوشش

میں لگا ہوا ہے ،احناف میڈیا سروس ہمیں بہت پسند آئی اور ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ ہمارا دین صرف مدرسہ یا کتاب تک محدود نہیں رہا بلکہ ٹیکنالوجی کی دنیا میں بھی انتہائی وسعت کو پہنچ گیا ہے۔

﴿8﴾............... **محمد مجاہد، درجہ خامسہ، فیصل آباد**

ان بارہ ایام میں ہمیں اتنا فائدہ ہوا جتنا پانچ سال کتب پڑھ کر بھی نہیں ہوا ، فوائد تو بے شمار ہیں ان میں سب سے زیادہ اہم فائدہ یہ ہوا کہ مسلکی کام کا ذوق پیدا ہوا ہے اور اس بات کا اندازہ ہوا ہے کہ جن فرقوں کو ہم اتنا کمزور سمجھتے ہیں در حقیقت وہ دین کے لیے کتنے نقصان دہ ہیں۔ دوسرا اہم فائدہ یہ نظر آیا ہے کہ ایک بیماری بہت عام ہے وہ یہ ہے کہ جو آدمی جس تحریک کا حصہ ہوتا ہے وہ اسی کی بات مانتا ہے اور باقی علماء اور ان کی تحریکات کی افادیت کا انکار کرتا ہے یہاں آکر یہ فائدہ ہوا ہے کہ اس بارے میں بہت زیادہ اصلاح ہوئی ہے۔

﴿9﴾............... **عبد السلام ، درجہ خامسہ، باگڑیاں نو**

جب میں 15 جون کو آیا تھا تو میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا اب جب دورہ تحقیق المسائل کر کے جا رہا ہوں تو میں محسوس کر رہا ہوں کہ میں نے بہت کچھ سیکھ لیا ہے اس لئے میں بہت زیادہ مشکور ہوں۔

﴿10﴾............... **محمد زکریا، خادم جامعہ فاروقیہ، شیخوپورہ**

بندہ الحمدللہ اس دورہ سے بہت مستفید ہوا ہے البتہ اگر آخری دن معمولی سے امتحان کی بھی ترتیب ہو تو یہ دورہ ہر ایک طالب کے لیے زیادہ کار آمد ہو گا۔ دعا ہے اللہ کریم بار بار ایسی مجالس نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

نوٹ تمام اسباق و بیانات www.ahnafmedia.com پر اپ لوڈ ہو چکے ہیں

قسط نمبر 27

نماز اہل السنت والجماعت... نماز تراویح 20 رکعات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

الحمد للہ یہ نماز اہل السنت والجماعت کی 27 ویں قسط ہے ۔ جس سے ماہنامہ بنات اہل السنت کے قارئین وقاریات مستفید ہو رہے ہیں ۔ کتاب کی ترتیب کے مطابق تو اس بار نماز وتر والے باب کی قسط لگنی تھی ۔ لیکن ہم نے نماز تراویح والے باب کو منتخب کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ رمضان المبارک بالکل قریب ہے اور بہت سے قارئین وقاریات یہ جاننا چاہتے ہیں کہ بعض لوگ حدیث کا نام لے کر کہتے ہیں کہ حدیث میں تراویح کی تعداد 8 ہے۔حالانکہ ہم اہل السنت والجماعت 20 رکعات تراویح پڑھتے ہیں ۔اس کی کیا وجہ ہے ؟ کیاہمارے پاس اس کے دلائل موجود ہیں ۔اس لیے ہم نے متکلم اسلام کی شہرہ آفاق کتاب نماز اہل السنت والجماعت کاتراویح والا باب موقع کی مناسبت سے منتخب کیاہے۔

رمضان مقدس کا مہینہ عالم روحانیت کا موسم بہار ہے۔اس کی مخصوص عبادات میں دن کا روزہ اور رات کا قیام یعنی نماز تراویح بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کی برکات کا یہ عالم ہے کہ اس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی ج3 ص 305 ، مشکوۃ المصابیح ج1 ص173)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ مبارک میں کثرت سے عبادت فرماتے تھے۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهُ ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ حَتّٰى يَنْسَلِخَ.

(شعب الایمان للبیہقی ج 3ص310 فضائل شہر رمضان)

ترجمہ: جب رمضان مبارک آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت کس لیتے اور اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے ، یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا اور آخری دس دنوں کے متعلق فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهٖ.

(صحیح مسلم ج 1ص372 باب الاجتھاد فی العشر الاواخرالخ)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دس دنوں میں جو کوشش فرماتے وہ باقی دنوں میں نہ فرماتے تھے۔اس لئے اس ماہ میں جتنی بھی زیادہ سے زیادہ عبادت ہو سکے پوری ہمت اور کوشش سے کرنی چاہیے۔

قیام رمضان یعنی نماز تراویح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعات ادا فرمائی ہیں۔ اس پر حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ، حضرت علی رضی اللہ عنہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ، تابعین عظام رحمہ اللہ ، ائمہ مجتہدین رحمہ اللہ ، حضرات مشائخ رحمہ اللہ وغیرہ عمل پیرا رہے۔اسلامی ممالک میں چودہ سو سال سے اسی پر عمل ہوتا رہاہے اور امت مسلمہ کا اسی پر اجماع و اتفاق ہے۔ چند احادیث و آثار اور فقہاء امت کی تصریحات نقل کی جاتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک عمل:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان بیس رکعات فرمایا کرتے تھے

﴿1﴾.................حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ اَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَاَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ۔

(تاریخ جرجان للسھمی ص 142)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں ایک رات تشریف لائے اور لوگوں کو چار (فرض)، بیس رکعات (تراویح) اور تین وتر پڑھائے۔

﴿2﴾.....................حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج5ص225 رقم 7774)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔

حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل :

حضرات خلفائے راشدین میں سے حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے دور مبارک میں تراویح بیس رکعات ہی پڑھی جاتی رہی ہیں۔ تصریحات پیش ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ :

﴿1﴾.....................عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَرَ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْ يُّصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ يَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ وَلَا يُحْسِنُوْنَ اَنْ يَّقْرَؤُا فَلَوْ قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ..فَصَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

(مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المھرۃ ج 2ص424 ، رقم 2390)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ رمضان کی راتوں میں نماز پڑھائیں۔ (چنانچہ) فرمایا کہ لوگ سارا دن روزہ رکھتے ہیں اور قرات اچھی طرح نہیں کر سکتے۔ اگر آپ رات کو انہیں (نماز میں) قرآن سنائیں تو بہت اچھا ہو گا۔ پس حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے انہیں 20 رکعات پڑھائیں۔

﴿2﴾......................عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانُوْا يَقْرَؤُوْنَ بِالْمِئِيْنِ وَكَانُوْا يَتَوَكَّؤُوْنَ عَلٰى عِصِيِّهِمْ فِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ۔

(السنن الکبری للبیہقی ج 2ص496)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ) اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم با جماعت) بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے اور (قاری صاحبان) سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے۔

﴿3﴾...........وَرَوٰى مَالِكٌ مِنْ طَرِيْقِ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

(فتح الباری لابن حجر ج4ص321، نیل الاوطار للشوکانی ج3 ص57، رقم 946)

ترجمہ: امام مالک نے یزید بن خصیفہ کے طریق سے سائب بن یزید کی روایت نقل کی ہے کہ عہد فاروقی میں بیس رکعات تراویح تھیں۔

﴿4﴾......................قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

(قیام اللیل للمروزی ص 157 کتاب قیام رمضان، باب عدد الرکعات الخ)

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب القرظی (جو جلیل القدر تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔

﴿5﴾......................عَنْ يَّزِيْدَبْنِ رُوْمَانَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

(مؤطاامام مالک ص98 ماجاء فی قیام رمضان)

ترجمہ: یزید بن رومان کہتے ہیں لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں 23 رکعتیں پڑھتے تھے (بیس تراویح اور تین وتر)

﴿6﴾......................عَنْ يَّحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج 5 ص223، رقم 7764)

ترجمہ: یحیٰی بن سعید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے۔

﴿7﴾.................عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

(سنن ابی داؤد ج1 ص211 باب القنوت فی الوتر)

ترجمہ: حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع فرمایا۔ وہ لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھاتے تھے۔

﴿8﴾......................عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَرَ اُبَيًّا اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ...فَصَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

(الاحادیث المختارہ للمقدسی ج 3 ص367 رقم الحدیث 1161)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ رمضان میں لوگوں کو نماز پڑھائیں تو آپ نے انہیں بیس رکعت پڑھائیں۔

﴿9﴾..............عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ...كَانَ الْقِيَامُ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثَلَاثَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

(مصنف عبد الرزاق ج4 ص201 باب قیام رمضان، رقم الحدیث 7763)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تین رکعت (وتر) اور بیس رکعت (تراویح) پڑھی جاتی تھیں۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ :

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی تھیں، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تھیں۔ چنانچہ حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں:

كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانُوْا يَقْرَؤُوْنَ بِالْمِئَيْنِ وَكَانُوْا يَتَوَكَّؤُوْنَ عَلٰى عِصِيِّهِمْ فِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ۔

(السنن الکبری للبیہقی ج 2ص496)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں (صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہ اللہ) بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے اور قاری سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی تراویح بیس رکعات ہی پڑھی جاتی تھیں۔ درج ذیل روایات سے یہ بات واضح معلوم ہوتی ہے۔

﴿1﴾......................حَدَّثَنِیْ زَیْدُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّہٗ اَمَرَالَّذِیْ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ صَلَاۃَ الْقِیَامِ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ اَنْ یُّصَلِّیَ بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً یُسَلِّمُ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ وَیُرَاوِحُ مَابَیْنَ کُلِّ اَرْبَعِ رَکْعَاتٍ فَیَرْجِعُ ذُوالْحَاجَۃِ وَیَتَوَضَّأُ الرَّجُلُ وَاَنْ یُّوْتِرَ بِھِمْ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ حِیْنَ الْاِنْصِرَافِ۔

(مسند الامام زید ص 158۔159 باب القیام فی شہر رمضان)

ترجمہ: امام زید اپنے والد امام زین العابدین سے وہ اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس امام کو رمضان میں تراویح پڑھانے کا حکم دیا اسے فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے، ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔ ہر چار رکعت کے بعد اتنے آرام کا وقفہ دے کہ حاجت والا فارغ ہو کر وضو کر لے سب سے آخر میں وتر پڑھائے

﴿2﴾...............عَنْ اَبِی الْحَسْنَاءِ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَمَرَرَجُلًا یُّصَلِّیْ بِھِمْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج5ص223، رقم الحدیث 7763)

ترجمہ: حضرت ابو الحسناء سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات تروایح پڑھائے۔

﴿3﴾........عَنْ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِی عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ دَعَا الْقُرَّاءَ فِیْ رَمَضَانَ فَاَمَرَ مِنْھُمْ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَکَانَ عَلِیٌّ یُوْتِرُ بِھِمْ۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج 2ص496)

ترجمہ: حضرت ابو عبد الرحمن السلمی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قاریوں کو بلایا۔ پھر ان میں سے ایک قاری کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خود انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہ اللہ کا عمل:

حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام رحمہ اللہ سے بھی بیس رکعات تراویح ہی منقول ہے۔ ذیل میں چند شخصیات کا عمل پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے بیس رکعت تراویح پڑھی یا پڑھائی ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَيَنْصَرِفُ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ قَالَ الْاَعْمَشُ: كَانَ يُصَلِّيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(قیام الیل للمروزی ص 157 کتاب قیام رمضان، باب عدد الرکعات الخ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں ہمیں تراویح پڑھاتے تھے اور گھر لوٹ جاتے تو رات ابھی باقی ہوتی تھی۔ حدیث کے راوی امام اعمش فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

حضرت حسن بصری حضرت عبد العزیز بن رفیع سے روایت کرتے ہیں:

كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 5 ص224، رقم 7766)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ:

آپ جلیل القدر تابعی ہیں دو سو صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے

اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج5 ص224، رقم 7770)

ترجمہ: میں نے لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہ اللہ حضرات) کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے پایا ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ :

آپ اہل کوفہ کے مشہور و نامور مفتی ہیں ، آپ فرماتے ہیں :

اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ رَمَضَانَ۔

(کتاب الآثار بروایۃ ابی یوسف ص41 باب السھو، رقم الحدیث 211)

ترجمہ: لوگ رمضان میں پانچ ترویحے (بیس رکعات) پڑھتے تھے۔

حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ :

نامور تابعی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

(تہذیب التہذیب لابن حجر ج 3 ص138)

آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج 2ص496)

ترجمہ: حضرت شیتر بن شکل جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرہیں، لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

حضرت ابوالبختری رحمہ اللہ:

اہل کوفہ میں اپنا علمی مقام رکھتے تھے۔ آپ حضرت ابن عباس، حضرت عمر، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہم وغیرہ کے شاگردہیں۔

(تہذیب التہذیب لابن حجر ج 2ص679)

آپ کے بارے میں روایت ہے۔

اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِيْ رَمَضَانَ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج5ص224،کم یصلی فی رمضان من رکعۃ؟رقم 7768)

ترجمہ: آپ رمضان میں پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعات) اور تین وتر پڑھتے تھے

حضرت سوید بن غفلۃ رحمہ اللہ:

آپ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کی زیارت کی ہے اور ان سے روایت لی ہے۔

آپ کے بارے میں ابوالحضیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِيْ رَمَضَانَ فَيُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

(السنن الکبری للبیہقی ج 2ص496)

ترجمہ: حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ ہمیں رمضان میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔

حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ :

جلیل القدر تابعی ہیں۔ تیس صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کی۔

(تہذیب التہذیب لابن حجر ج 3ص559)

آپ کے متعلق نافع بن عمر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

كَانَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج5ص224،223 رقم 7765)

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ ہمیں رمضان میں بیس رکعات پڑھاتے تھے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ:

آپ کبار تابعین میں سے ہیں۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عمر، حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ سے روایات لی ہیں۔ اہل کوفہ میں علمی مقام رکھتے تھے۔ حجاج بن یوسف نے ظلماً قتل کیا تھا۔

(تہذیب التہذیب لابن حجر ج 2ص625)

آپ کے متعلق اسماعیل بن عبد الملک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَؤُمُّنَا فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَكَانَ يَقْرَءُ بِقِرَائَتَيْنِ جَمِيْعًا، يَقْرَءُ لَيْلَةً بِقِرَائَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَانَ يُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ۔

(مصنف عبد الرزاق ج4ص204باب قیام رمضان، رقم الحدیث 7779)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ رمضان کے مہینہ میں ہماری امامت کرواتے تھے۔ آپ دونوں قرأتیں پڑھتے تھے۔ ایک رات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات پڑھتے (اور دوسری رات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی

قرات) آپ پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعات) پڑھتے تھے۔

حضرت علی بن ربیعہ :

آپ حضرت علی ، حضرت مغیرہ بن شعبہ ، حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہم وغیرہ جلیل القدر صحابہ کے شاگرد ہیں۔ حضرت سعید بن عبید رحمہ اللہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں :

اَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيْعَةَ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ وَّيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج5 ص224 ،رقم 7772)

ترجمہ: حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ رمضان المبارک میں پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعات) اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

حضرات ائمہ اربعہ رحمہ اللہ :

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سنتوں اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے مقدس طریقوں کی تدوین جس جامعیت اور تفصیل کے ساتھ حضرات ائمہ اربعہ نے فرمائی یہ مقام امت میں کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ اسی لئے پوری امت ان ہی کی رہنمائی میں پاک سنتوں پر عمل کر رہی ہے۔ ائمہ اربعہ بھی 20 رکعات تراویح کے قائل تھے اور امام مالک رحمہ اللہ 20 تراویح اور 16 رکعات نفل کے قائل تھے۔ تفصیل پیش خدمت ہے۔

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ :

﴿1﴾........................ علامہ ابن رشد رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب ”بدایۃ المجتہد“ میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے ہاں قیام رمضان بیس رکعات ہے۔

(بدایۃ المجتہد ج1 ص214)

﴿2﴾......امام فخر الدین قاضی خان حنفی رحمہ اللہ اپنے فتاوی میں رقمطراز ہیں :

عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللہُ قَالَ اَلْقِیَامُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ سُنَّۃٌ... کُلَّ لَیْلَۃٍ سِوَی الْوِتْرِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ۔

(فتاویٰ قاضی خان ج1 ص112)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رمضان میں ہر رات بیس رکعات یعنی پانچ ترویحے وتر کے علاوہ پڑھنا سنت ہے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ :

امام مالک رحمہ اللہ نے ایک قول کے مطابق بیس رکعات تراویح کو مستحسن کہا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن رشد مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَاخْتَارَ مَالِکٌ فِیْ اَحَدِ قَوْلَیْہِ...اَلْقِیَامَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

(بدایۃ المجتہد ج1 ص214)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے ایک قول میں بیس رکعات تراویح کو پسند کیا ہے۔

دوسرا قول چھتیس رکعت کا ہے جن میں بیس رکعات تراویح اور سولہ رکعات نفل تھی۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

﴿1﴾......................آپ فرماتے ہیں :

اَحَبُّ اِلَیَّ عِشْرُوْنَ...وَکَذَالِکَ یَقُوْمُوْنَ بِمَکَّۃَ۔

(قیام اللیل ص 159)

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے بیس رکعات تراویح پسند ہے، مکہ میں بھی بیس رکعات ہی پڑھتے ہیں۔

﴿2﴾......................دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :

وَھٰکَذَا اَدْرَکْتُ بِبَلَدِنَا بِمَکَّۃَ یُصَلُّوْنَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

(جامع الترمذی ج1 ص166 باب ماجاء فی قیام شھر رمضان)

ترجمہ: میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھتے پایا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ :

فقہ حنبلی کے ممتاز ترجمان امام ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ فِیْھَا عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً وَبِھٰذَا قَالَ الثَّوْرِیُّ وَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیُّ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ۔

(المغنی لابن قدامہ ج2 ص366، مسئلۃ 247)

ترجمہ: امام ابو عبد اللہ (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) کے نزدیک مختار اور راجح بیس رکعات تراویح ہے اور امام سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہ اللہ بھی بیس رکعات ہی کے قائل ہیں۔

حضرات مشائخ عظام رحمہ اللہ:

امت مسلمہ میں جو مشائخ گزرے ہیں ان کا عمل و اخلاق، کردار و سیرت اس امت کے لئے مشعل راہ ہے۔ ان کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو وہ بھی بیس رکعات پر عمل پیرا نظر آتے ہیں، جو یقیناً بیس رکعات قیام رمضان کی دلیل ہے۔ چند مشہور مشائخ عظام کی تصریحات پیش خدمت ہیں۔

شیخ ابو حامد محمد غزالی رحمہ اللہ:

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّرَاوِیْحُ وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً وَ کَیْفِیَّتُھَا مَشْھُوْرَۃٌ وَھِیَ سُنَّۃٌ مُّؤَکَّدَۃٌ۔

(احیاء العلوم ج1 ص242،243)

ترجمہ: تراویح بیس رکعتیں ہیں جن کا طریقہ مشہور ہے اور یہ سنت موکدہ ہیں۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ :

اپنی مشہور کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں تراویح سے متعلق فرماتے ہیں :

صَلٰوۃُ التَّرَاوِیْحِ سُنَّۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً۔

(غنیۃ الطالبین ص267۔268)

ترجمہ: صلوۃ تراویح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور یہ بیس رکعات ہیں۔

شیخ امام عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ :

مشہور محدث، فقیہ اور سلسلہ تصوف میں ایک خاص مقام کے مالک تھے۔ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''المیزان الکبریٰ'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

اَلتَّرَاوِیْحُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً۔

(المیزان الکبری ص 153)

ترجمہ: صلوۃ تراویح رمضان المبارک میں بیس رکعات ہے۔

حرمین شریفین (زادھما اللہ شرفاً) میں بیس رکعت تراویح:

حرم مکہ و حرم مدینہ میں چودہ سو سال سے بیس رکعات سے کم تراویح پڑھنا ثابت نہیں، بلکہ بیس رکعات ہی متوارث و متواتر عمل رہا ہے۔ چنانچہ مسجد نبوی کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے سابق قاضی شیخ عطیہ سالم نے مسجد نبوی میں نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر '' التراویح اکثر من الف عام '' کے نام سے ایک مستقل کتاب تالیف فرما کر ثابت کیا ہے کہ چودہ سو سالہ مدت میں بیس رکعات متواتر عمل ہے، اس سے کم ثابت نہیں۔ جامعۃ ام القریٰ مکہ مکرمہ کی طرف سے کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ مکۃ المکرمۃ کے استاذ شیخ محمد علی

صابونی رحمہ اللہ کا ایک رسالہ الھدی النبوی الصحیح فی صلوۃ التراویح کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ جس میں شیخ صابونی رحمہ اللہ نے عہد خلافت راشدہ سے لے کر عہد حکومت سعودیہ تک مکہ مکرمہ و مسجد حرام میں ہمیشہ بیس رکعات تراویح پڑھے جانے کا ثبوت دیا ہے۔

تراویح میں قرآن کریم ختم کرنا سنت ہے :

﴿1﴾......................عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ قَالَ دَعَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِثَلَاثِ قُرَّاءٍ فَاسْتَقْرَءَهُمْ فَاَمَرَ اَسْرَعَهُمْ قِرَاءَةً اَنْ یَّقْرَءَ لِلنَّاسِ ثَلَاثِیْنَ اٰیَةً وَّاَمَرَ اَوْسَطَهُمْ اَنْ یَّقْرَءَ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ وَاَمَرَ اَبْطَاَهُمْ اَنْ یَّقْرَءَ لِلنَّاسِ عِشْرِیْنَ اٰیَةً۔

(للبیہقی ج 2ص497، مصنف ابن ابی شیبۃ ج5 ص220، رقم 7754)

ترجمہ: حضرت ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تین قراء کو بلایا اور ان کی قرات سنی۔ تو تیز قراءت کرنے والے کو حکم دیا کہ (تراویح میں) لوگوں کو (ہر رکعت میں) تیس آیات پڑھائے معمولی تیز پڑھنے والے کو پچیس آیات اور آہستہ پڑھنے والے کو بیس آیات پڑھنے کا حکم دیا۔

﴿2﴾......................عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مَنْ اَمَّ النَّاسَ فِیْ رَمَضَانَ فَلْیَاْخُذْ بِهِمُ الْیُسْرَ فَاِنْ کَانَ بَطِیْءَ الْقِرَاءَةِ فَلْیَخْتِمِ الْقُرْاٰنَ خَتْمَةً وَاِنْ کَانَ قِرَاءَتُهٗ بَیْنَ ذٰلِكَ فَخَتْمَةٌ وَنِصْفٌ فَاِنْ کَانَ سَرِیْعَ الْقِرَاءَةِ فَمَرَّتَیْنِ۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج5 ص222، فی صلاۃ رمضان، رقم 7761)

ترجمہ: حضرت حسن بصری فرماتے رحمہ اللہ ہیں کہ جو شخص رمضان میں لوگوں کو نماز تراویح پڑھائے۔ وہ ان سے آسانی کا معاملہ کرے۔ اگر اس کی قرات آہستہ ہو تو ایک ختم قرآن کرے درمیانی ہو تو ڈیڑھ اور اگر تیز ہو تو پھر

دوبار قرآن کا ختم کرے۔

﴿3﴾......................وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ اَنَّهٗ کَانَ یَخْتِمُ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ اِحْدٰی وَسِتِّیْنَ خَتْمَةً ثَلٰثِیْنَ فِی الْاَیَّامِ وَثَلٰثِیْنَ فِی اللَّیَالِیْ وَوَاحِدَةً فِی التَّرَاوِیْحِ۔

(فتاویٰ قاضی خان ج 1 ص112)

ترجمہ: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ رمضان مبارک میں اکسٹھ (61) قرآن مجید ختم کرتے تھے، تیس دن میں اور تیس رات میں اور ایک تراویح میں۔

﴿4﴾......................قَالَ الْاِمَامُ الْفَقِیْهُ الْمُفْتِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدِ الْحَصْکَفِیْ رَحِمَهُ اللهُ (وَالْخَتْمُ) مَرَّةً سُنَّةٌ وَّمَرَّتَیْنِ فَضِیْلَةٌ وَّثَلَاثًا اَفْضَلُ (وَلَا یُتْرَكُ) الْخَتْمُ (لِکَسْلِ الْقَوْمِ)

(الدر المختار ج2 ص601، باب التراویح)

ترجمہ: مشہور فقیہ و مفتی امام محمد بن علی حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تراویح میں ایک بار ختم کرنا سنت ہے دوبار باعث فضیلت اور تین بار افضل ہے، قوم کی سستی کی وجہ سے اسے ترک نہ کیا جائے

﴿5﴾......................فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

اَلسُّنَّةُ فِی التَّرَاوِیْحِ اِنَّمَا هُوَ الْخَتْمُ مَرَّةً فَلَا یُتْرَكُ لِکَسْلِ الْقَوْمِ۔

(فتاویٰ عالمگیریہ ج1 ص130)

ترجمہ: تراویح میں ایک بار ختم قرآن کرنا سنت ہے، لوگوں کی کاہلی کی وجہ سے ترک نہ کیا جائے۔ (جاری ہے)

نوٹ: آئندہ ماہ نماز اہل السنت کی ترتیب کے مطابق اقساط لگانا شروع کر دی جائیں گی۔ ادارہ

عورت کا اعتکاف

آج کے اس پر فتن دور میں خاتون خانہ کا مسجد میں آکر مردوں کے شانہ بشانہ اعتکاف اور تراویح جیسی عبادات میں شریک ہونا ایک نیکی نہیں بلکہ فیشن بن گیا ہے جب کے شریعت اسلامی کا اس بارے اصل منشاء کیا ہے ؟
مولانا مقصود احمد کے تحقیق رقم قلم سے

رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار مہینہ ہے اسی وجہ سے اس میں کچھ ایسی زائد عبادتیں بھی آئیں جن سے دوسرے مہینے خالی ہیں۔ مثلاً : قرآن پاک کا نزول، رمضان میں بیس تراویح کا اہتمام، تلاوت، قرآن، سحری وافطاری نفل کا اجر فرض کے برابر ایک فرض ستر فرائض کے برابر، جنت کے دروازوں کا کھلنا، جہنم کے دروازوں کا بند ہونا، شیاطین کا قید ہونا وغیرہ اس میں اللہ رب العزت کا خاص اپنی رحمت کو مخلوق میں بانٹنا جس کی وجہ سے لوگ آپس میں ہمدردی اور غم خواری کرتے ہیں۔ اس ماہ مبارک میں صفت غفوریت کا بھی ظہور ہوتا ہے کہ روزانہ ایک جم غفیر کے لیے جہنم سے چھٹکارے کا حکم دیا جاتا ہے۔

خیر! اس مہینہ کی کس کس عبادت عظیمہ کا تذکرہ کیا جائے اس مبارک مہینے میں کئی عبادتیں ایسی ہیں کہ جن میں تلاش محبوب یعنی اللہ تعالی کے لیے وارفتگی عشق میں بھوک وپیاس سے بے نیاز ہوکر محبت سے سرشار ادائیں قابل دید ہوتی ہیں۔ انہی میں سے ایک اہم عبادت اعتکاف ہے۔

اعتکاف:

”روزہ دار کا تمام مشاغل دنیا سے خالی ہوکر اپنے آپ کو اللہ کے حضور

سپرد کر کے اعتکاف کی نیت کے ساتھ مسجد میں بیٹھنے کو۔"رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنا سنت مؤکدۃ علی الکفایۃ ہے۔

فتح القدیر: باب الاعتکاف، ج4ص458

یعنی محلے والوں میں سے اگر کچھ نے کر لیا تو تمام کی طرف سے ادا ہو جائے گا اگر کسی نے بھی نہ کیا تو تمام کے تمام گناہ گار ہوں گے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف بڑے اہتمام اور پابندی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

صحیح البخاری: باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الأواخر، ج1ص270

فضیلتِ اعتکاف:

ترجمان القرآن، صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کی فضیلت کے بارے میں فرمایا کہ اس کے گناہ روک دیے جاتے ہیں اور تمام نیکیاں (یعنی تمام اچھے کام جن کو وہ اعتکاف کی وجہ سے نہیں کر سکتا ان کا اجر) نیکی کرنے والے کی طرح جاری کر دیا جاتا ہے۔

سنن ابن ماجۃ: باب فی ثواب الاعتکاف ص128

اسی لیے تو امی عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں اعتکاف کرنے والے پر نہ مریض کی عیادت ہے اور نہ نماز جنازہ وغیرہ پڑھنا سنت ہے۔

السنن الکبریٰ للبیہقی: ج4ص321، حدیث رقم: 8377

اعتکاف کا وقت:

جو آدمی اعتکاف کرنا چاہے تو وہ 20 رمضان المبارک کے دن نماز عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے سے پہلے اپنی اعتکاف کی جگہ میں بیٹھ جائے اور

29 یا 30 رمضان کو (یعنی عید کا چاند دیکھنے کے بعد) بعد از مغرب اعتکاف سے نکلے اور دوران اعتکاف آدمی بغیر کسی شرعی ضرورت کے (مثلاً قضائے حاجت وغیرہ) اعتکاف کی جگہ سے نہ نکلے۔

اعتکاف کہاں کرے؟

مرد کے لیے اپنے محلے کی مسجد میں اعتکاف کرنا اور عورت کے لیے اپنے گھر کی مخصوص جگہ میں ہی اعتکاف کرنا افضل ہے اور عورت کا گھر میں اعتکاف کرنا یہی احناف کا مذہب ہے عقل انسانی کا تقاضا بھی یہ کہ جب عورت کے لیے نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے تو پھر اعتکاف بھی گھر میں ہی کرنا افضل ہو گا

عورت کی مسجد:

مرد کا مسجد اور عورت کا اپنے گھر میں اعتکاف کرنا افضل ہے اور عورت کے نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسجد ہی قرار دیا ہے۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام سے نقل کیا ہے کہ عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے اپنے گھروں کے تہہ خانے ہیں۔

صحیح ابن خزیمہ: ج 2 ص 813 رقم الحدیث 1683

اسی طرح ام حمید الساعدیہ رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنے کی درخواست کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اگر تو میرے ساتھ نماز پڑھنے کی کو پسند کرتی ہے تو پھر تیرا اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے اور اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا یہ میری مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔‘‘

یہ سن کر حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر والوں کو گھر میں

مسجد بنانے کا حکم دیا تو ان کیلئے گھر کے ایک کونے میں مسجد تیار کی گئی اور آپ آخر دم تک اسی مسجد میں ہی نماز پڑھتی رہیں(نہ کہ مسجد نبوی میں)

مسند احمد:ج 18،ص424 ،رقم الحدیث 2696

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عورت کی مسجد اس کا گھر (مخصوص جگہ) ہے تو اللہ رب العزت نے بھی مسجد میں اعتکاف کرنے کا ذکر فرمایاوانتم عاکفون فی المساجد اسی وجہ سے مرد مسجد عرفی میں اور عورت اپنے گھر والی مسجد میں ہی اعتکاف کرے۔ لیکن آج کے اس دور میں عورتوں کو اصل تعلیمات اسلامیہ سے ہٹاکر عورتوں کو مردوں کی ہم نشینی میں کھلے آسمان تلے اعتکاف کرواکے مزید اس بدعت اور اخلاق باختگی کو فروغ دیااور اپنے اس عمل یعنی مسجد میں عورت کے اعتکاف کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کی ناکام وبے فائدہ کوشش کی ہے۔ مثلاً: قرآن میں ہےوانتم عاکفون فی المساجد۔

البقرہ187

تم مسجدوں میں بیٹھنے والے ہو،اس سے یہ سمجھا کہ مرد وعورت مسجد میں ہی اعتکاف کریں جب کہ ہم نے مندرجہ بالا سطور میں مرد اور عورت کی الگ الگ مسجد کو دلائل کی روشنی سے ثابت کردیاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے گھر کو ہی عورت کی مسجد بتلایاہے۔ مزید یہ کہ اسی آیت کے ذیل میں مفسرِ قرآن ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ (المتوفیٰ 370ھ) نے فرمایاہے کہ مسجد میں اعتکاف کرنے کا حکم فقط مردوں کیلئے ہے نہ کہ عورتوں کے لیے۔

احکام القرآن للجصاص:ج1ص301باب الاعتکاف

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی کسی عورت کا عملاً مسجد میں اعتکاف کرنا یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دیناکہ عورت مسجد میں اعتکاف

کرے کسی صحیح ، صریح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

وساوس وشبہات:

اس کے باوجود عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لیے بخاری ج 1 ص 271، 273 سے دو حدیثیں دکھاتے ہیں کہ

﴿1﴾...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی گھر والیوں نے اعتکاف کیا۔

﴿2﴾...... حضرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے مسجد نبوی میں اعتکاف کے لیے خیمے لگائے۔

کاش!!! یہ لوگ حدیث کا بغور مطالعہ کرتے تو یہ غلطی ان کو نہ لگتی حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان مسجد نبوی میں مخصوص جگہ بنا کر اعتکاف کرتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اجازت لی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ انہوں نے بھی اپنا خیمہ لگایا پھر ان کی دیکھا دیکھی حضرت حفصہ ، حضرت زینب رضی اللہ عنہن نے بھی اپنا اپنا خیمہ لگا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسجد میں خیمے دیکھے تو از راہ تعجب سوال کیا یہ کیوں لگائے گئے ہیں؟ اور کس چیز نے ان (یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) کو اس نیکی (یعنی مسجد نبوی میں اعتکاف) پر اُبھارا ہے؟ ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ خیمے لگا کر اعتکاف کو تم نیکی سمجھتی ہو؟ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خیموں کے اکھاڑنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ تو مسجد نبوی سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے خیمے (دوران اعتکاف ہی) اکھاڑ دیے گئے اور اس ناراضگی کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اعتکاف بھی توڑ دیا پھر شوال میں اس قضاء فرمائی۔

صحیح البخاری: باب الاعتکاف فی شوال

مقام غور ہے کہ

اگر عورت کے لیے بھی اعتکاف مسجد میں کرنا ضروری ہوتا تو اجازت کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کو مسجد میں اعتکاف کیوں نہ کرنے دیا؟اور خیمے لگ جانے کے بعد اکھاڑنے کا حکم کیوں دیا ؟اور ''اس نیکی پر ان کو کس نے اُبھارا ہے ؟'' اپنے اہل بیت سے ناراضگی کا اظہار کیوں فرمایا؟اور اپنے اعتکاف کو بھی آخر ختم کیوں کر دیا؟

اتنی عام فہم حدیث کے باوجود بھی آج کے پر فتن دور میں جہاں مرد وعورت کے درمیان شرعی احتیاطیں بالکل ختم ہو چکی ہوں ایسے دور میں عورتوں کو مسجد میں اعتکاف کی دعوت دینا یہ اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ صرف اور صرف ابلیسی دھوکہ اور تعلیمات نبوت سے ناشناسائی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عمل کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم بن علیہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے ''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے مسجد میں اعتکاف کرنا ضروری نہیں۔''

فتح الباری لابن حجر: ج4 ص277، باب اعتکاف النساء

مزید لکھتے ہیں:'' عورت کے لیے افضل بات یہ ہے کہ مسجد میں اعتکاف نہ کرے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں عورت کا مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے۔''

فتح الباری لابن حجر: ج4 ص277، باب اعتکاف النساء

ہاں! وہ میرا امام تھا!!

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فراست وذکاوت کا ایک عجیب واقعہ جس نے دنیائے عیسائیت کے دانت کھٹے کر دیے اور اہل اسلام کی رہنمائی کا حق ادا کر دیا۔
حافظ محسن شریف کے قلم سے

بادشاہ روم کا دربار لگا ہوا تھا اس وقت کے بڑے بڑے عیسائی پادری جو انتہائی ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی شاطر و چالاک بھی تھے بادشاہ کے سامنے سر جھکائے بیٹھے تھے۔ بادشاہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور اسلام کے پھیلنے سے بے حد خوف زدہ تھا، وہ مسلمانوں کو ان کے ایمان سے پھسلانے کیلئے نت نئی سازشیں تیار کرتا رہتا اور نئے نئے منصوبے بناتا رہتا، اس نے کئی دفعہ عیسائی پادریوں سے مل کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن اسے ہر دفعہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا۔

مسلسل ناکامیوں نے اسے بے حد پریشان کر دیا تھا اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کس طرح مسلمانوں سے اپنی ناکامیوں کا بدلہ چکائے؟ کیونکہ اس کے بنائے ہوئے مسلمانوں کے خلاف خوفناک منصوبے ہر دفعہ ناکام ہو جاتے تھے، اس نے عیسائی پادریوں سے بھی کئی دفعہ مدد لی لیکن مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوئی سازش بھی بار آور ثابت نہ ہو سکی وہ اپنی مسلسل ناکامیوں کو اپنی بے عزتی شمار کرنے لگا اور اس کا بدلہ لینے کے لیے دن رات مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے نئے نئے منصوبے سوچتا رہتا گویا کہ اس کا کام ہی یہ ہو۔ لیکن وہ اپنے کسی منصوبے سے خود متفق نہ ہو پاتا۔

بالآخر روز روز کی پریشانی سے تنگ آکر اس نے اپنے دور کے اعلیٰ دماغ

عیسائی پادریوں کو جو اس دور کے بہت بڑے شہرت یافتہ مبلغ بھی شمار ہوتے تھے اپنے دربار میں طلب کیا اور باقاعدہ ایک کانفرنس کی ۔ اس کانفرنس کا ایجنڈا مسلمانوں کو ان کے ایمان سے پھسلانے اور گمراہ کرنے کا لائحہ عمل طے کرنا تھا۔ اچانک بادشاہ اپنی نشست سے اٹھا اور عیسائی پادریوں کو گرجدار آواز میں مخاطب کرتے ہوئے بولا:

”مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے میں بے حد پریشان ہوں میں نے جتنے بھی منصوبے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے بنائے تھے وہ سب کے سب ناکام ہو گئے مجھے سب سے زیادہ غصہ عیسائی پادریوں پر ہے کہ ان سے بھی کچھ نہ ہو سکا........... میرا دل کرتا ہے کہ سب عیسائی پادریوں کے سر تن سے جدا کر دوں ان کے پادری بننے کا خاک فائدہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان کے ایمان سے ورغلانے میں مسلسل ناکام رہے۔ کس کام کے یہ مبلغ ہیں؟“

بادشاہ جوشیلے انداز میں بولتا چلا جا رہا تھا اس کی آنکھیں سرخ انگارے اگل رہی تھیں اس کو اپنے آپ پر اور عیسائی پادریوں پر انتہائی غصہ آ رہا تھا:

”تم لوگ بتاؤ! اب کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے؟ تم سب کو اسی لیے یہاں بلایا ہے کہ تم مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا کوئی کامیاب نسخہ بتاؤ تا کہ ہم مسلمانوں کو گمراہ کر کے اپنی بے عزتی کا بدلہ لے سکیں۔“

یہ کہہ کر بادشاہ اپنے سامنے بیٹھے عیسائی پادریوں پر بھرپور نگاہ ڈالنے لگا اچانک مجمع کے درمیان سے ایک کالے رنگ کا عیسائی پادری کھڑا ہوا اور بادشاہ سے عاجزانہ انداز میں کہنے لگا:

”بادشاہ سلامت! میں نے ایک ترکیب سوچی ہے کہ مسلمانوں سے کچھ عقلی سوال کیے جائیں ۔اس طرح کے سوال کہ جن کا جواب یہاں موجود کسی

عیسائی پادری کے پاس بھی نہیں ہے اور نہ آپ کے پاس اور نہ ہی کوئی مسلمان جواب دے سکے گا۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس دفعہ ضرور بضرور ہم مسلمانوں کو ان کے ایمان سے پھسلانے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ اور ان کو لاجواب کر کے اپنی بے عزتی کا بدلہ بھی چکالیں گے۔"

عیسائی پادری نے یہ بات اتنے اطمینان کے ساتھ کہی کہ بادشاہ اور دیگر عیسائی پادری دنگ رہ گئے :"ٹھیک ہے! اگر تم کامیاب ہوگئے تو ہم تم کو مالا مال کر دیں گے اور تمہیں سونے چاندی میں تول دیں گے تم کو اتنا مال دیں گے کہ تمہاری 100 نسلیں بھی ختم نہ کر پائیں گی ،اب تم جلدی سے وہ عقلی سوال پہلے ہم کو بتاؤ میری بے قراری بڑھ رہی ہے۔" بادشاہ بے چین ہو کر کہنے لگا۔

پادری نے بادشاہ کے سامنے وہ سوال دہرائے تو بادشاہ سمیت سب عیسائی حیران رہ گئے کیونکہ کسی کے پاس ایک بھی سوال کا جواب نہ تھا اور پھر سب عیسائی پادری کی ذہانت پر اسے داد دینے لگے بادشاہ نے آگے بڑھ کر عیسائی پادری کا ماتھا چوم لیا اور ساتھ ہی ایک زور دار قہقہہ لگایا، ہا، ہا، ہا، ہا۔

" اب ضرور ہم مسلمانوں سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لے لیں گے اور ضرور مسلمانوں کو ان کے ایمان کے بارے میں شک میں ڈال دیں گے اور ہمارا یہ منصوبہ ضرور کامیاب ہو جائے گا، ہاہاہاہا، بادشاہ دیوانہ وار جھوم رہا تھا اور ساتھ قہقہے لگاتا جارہا تھا ہاں تو ساتھیو! تم سب بھی اس منصوبے سے اتفاق کرتے ہو؟ اچانک بادشاہ نے سنجیدہ ہو کر عیسائی پادریوں سے سوال کیا ، جی جی ، بالکل کیوں نہیں ، ہم ضرور اس منصوبے سے اتفاق کرتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ ہمارا یہ منصوبہ کامیاب ہو جائے گا۔"

"ٹھیک ہے میرے دوست! اب پھر تم مسلمانوں کے پاس جاؤ اور ان

سے بھرے مجمع میں جاکر یہ سوال کرو بادشاہ نے بہت سا مال وزر دے کر عیسائی مناظر کو رخصت کیا اور دیگر عیسائی پادریوں کو بھی جانے کی اجازت دے دی۔"

اگلے دن عیسائی پادری مسلمانوں کے پاس پہنچا اور بھرے مجمع میں جاکر منبر پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا

مسلمانو! اگر تم لوگ واقعی سچے ہو تو مجھے ان سوالوں کے جواب دو، یہ کہہ کر وہ مجمع عام میں سوال کرنے لگا، سب لوگ اس کے سوال سن کر حیران و پریشان ہو گئے کہ اس کے سوالوں کا کیا جواب دیں؟ کیونکہ کسی کے پاس ان سوالوں کا جواب ہی نہیں تھا۔

ادھر دوسری طرف عیسائی خوش ہو رہے تھے کہ آج ہم مسلمانوں کو گمراہ بھی کر دیں گے اور اپنی بے عزتی کا بدلہ بھی لے لیں گے، مسلمان عیسائی پادری کے سوال سن کر شش و پنج میں پڑ گئے کہ ان سوالوں کے کیا جوابات ہیں؟ کہ اچانک مجمع کے درمیان سے ایک چھوٹا سا بچہ کھڑا ہوا جس کی عمر تقریباً سات برس تھی، اس بچے نے مجمع سے اجازت طلب کی اور کہا کہ ان سوالوں کے جواب میں دوں گا پہلے تو مسلمانوں کے بھرے مجمع نے حیران ہو کر اس بچے کی طرف دیکھا اور پھر نہ چاہتے ہوئے بھی اجازت دے دی۔

عیسائی مناظر اس بچے کی طرف دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ یہ بچہ بھلا کیا جواب دے گا ایسے ہی غلط بول کر مسلمانوں کو مزید رسوا کرے گا اور ان کا مذاق بنائے گا۔

عیسائی مناظر اسی سوچ میں تھا کہ وہ کمسن بچہ آگے بڑھا اور عیسائی مناظر سے سوال کرنے لگا کہ سائل آپ ہیں یا میں۔؟

عیسائی مناظر✝..................... میں سائل ہوں۔

بچہ تو پھر سائل سامنے بیٹھ کر سوال کرتا ہے آپ کے جواب میں نے دینے ہیں لہٰذا آپ منبر سے نیچے اتر آئیں۔ بچے نے یہ کہا اور تو عیسائی مناظر منبر سے نیچے اتر آیا وہ بچہ منبر پر جاکر خود بیٹھ گیا اور کہنے لگا اب آپ سوال کریں۔

عیسائی مناظر✝:..................... اللہ سے پہلے کون تھا ؟

بچہ .... آپ بتائیں آپ گنتی جانتے ہیں ؟

عیسائی مناظر✝..................... جی جانتا ہوں۔

بچہ .... تو پھر آپ بتائیں ایک سے پہلے کیا تھا ؟

عیسائی مناظر✝..................... ایک سے پہلے کوئی شئ نہیں ۔

بچہ .... تو آپ کا یہ سوال حل ہو گیا جب اعداد و شمار میں واحد مجازی سے پہلے کوئی چیز ثابت نہیں ہو سکتی تو واحد حقیقی سے پہلے کوئی شئ کیسے ہو سکتی ہے ! ہمارا ایمان ہے کہ اللہ کی ذات وحدہ لاشریک ہے ابتداء و انتہا سے پاک ہے۔

عیسائی مناظر✝..................... یہ بتاؤ اللہ کا منہ کس طرف ہے ؟

بچہ .... میں آپ سے پوچھتا ہوں دربار میں جب مشعل روشن کی جاتی ہے تو اس کا منہ کس طرف ہوتا ہے ؟

عیسائی مناظر✝..................... مشعل یا شمع کا منہ تو چاروں طرف برابر ہوتا ہے۔

بچہ........... تو یہ دوسرا سوال بھی حل ہو گیا جب نور مجازی کے لیے کوئی رخ متعین نہیں تو اللہ تعالیٰ نور حقیقی کسی جہت کا پابند کیسے ہو سکتا ہے ؟ اللہ تعالیٰ اپنے علم کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے۔

عیسائی مناظر✝ .... تمہارا اللہ کیا کر رہا ہے ؟

بچہ .... اس کے بہت سے کام ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تجھ جیسے کافر کو منبر سے نیچے اتارا اور مجھے منبر پر بٹھا دیا تجھے پست کیا اور مجھے بلند کر ڈالا۔

بچے کے حیران کن جوابات سن کر بھرے مجمع میں وہ عیسائی مناظر مبہوت اور لاجواب ہو کر رہ گیا اور اٹھ کر بھاگ گیا۔

وہ بچہ کون تھا؟ جس نے عیسائی مناظر کو سوالوں کے ترکی بہ ترکی جواب دے کر ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا اور لوگوں کے بھرے مجمعے نے اس بچہ کے علم سے استفادہ کیا اور اس کی قدر جانی ۔

جی ہاں! وہ بچہ بڑا ہو کر امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ بنا جن کو اللہ نے بچپن سے ہی بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا جن کی نیک سیرت اور علمی قابلیت کا پورا زمانہ آج بھی معترف ہے جن کو صحابہ کرام سے براہ راست علم حاصل کرنے کی سعادت ملی جو خیر القرون سے تعلق رکھتے ہیں جو تابعی ہیں جن کو آج ائمہ اربعہ میں سے پہلے امام کا درجہ حاصل ہے جن کے مقلدین دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہیں۔

1911ء میں کی گئی مردم شماری کے تحت 37 کروڑ مسلمان امام صاحب کے مقلد تھے جبکہ حنبلی 30 لاکھ، مالکی ایک کروڑ، شافعی دس کروڑ تھے۔

اللہ ہم سب کو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا پیروکار بنائے اور امام صاحب کی قبر پر کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے {آمین} جنہوں نے بڑے احسن انداز میں امت مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ سر انجام دیا۔

مجبور مائیں

ان بے رحم لوگوں کے دلوں پر دستک دیتی ایک فکر انگیز تحریر جو اپنے والدین جیسے مشفق رشتوں کے تقدس کو دنیا کی خاطر پامال کیے ہوئے ہیں۔

فوزیہ چودھری کے رقت آمیز قلم سے

اس کا چہرہ جھریوں سے بھرا پڑا تھا یوں لگتا جیسے زندگی کے تمام غموں نے مل کر اسے لوٹا ہے۔ وہ مجھے اور بھکاریوں سے کافی مختلف لگی تھی بھیک مانگنے پر جب میری کلاس فیلو اسے جھڑکنے لگی تو نہ جانے کیوں مجھے اس بڑھیا پر ترس آیا میں آگے بڑھی، اُس بوڑھی عورت کو سہارا دے کر بٹھایا اور اس کے پاس ہی نیچے بیٹھ گئی تب میری کلاس فیلوز حیرت سے تکنے لگیں۔ "اسے غریبوں سے محبت ہے ثناء" نہیں آدھی بھیک ملے گی ناہاہاہا......... ساری لڑکیاں میری اس حرکت پر مذاق اڑا رہی تھیں اور طرح طرح کے جملوں کے تیر برس رہے تھے میں جانتی تھی کہ میری کلاس فیلوز غریبوں کے پاس سے گزرنا بھی پسند نہیں کرتیں مگر زندہ ضمیر کو مردہ تو نہیں کیا جا سکتا۔

میں سوچ رہی تھی کہ آخر ان لوگوں کو غریبوں سے نفرت کیوں ہے؟ وہ بھی تو ہماری طرح انسان ہی ہیں سب کچھ عطا کیا ہے ہاتھ، پاؤں، ناک، کان اور اگر غربت نے رنگ و قد چھین لیا ہے تو کیا ہوا؟ ہیں تو انسان ہی ناں۔ اللہ نے اگر انہیں پیسہ نہیں عطا کیا تو ہم بے حس کیوں بن جائیں؟ بدنِ انسانی کا صحیح سلامت ہونا تو سب سے بڑی نعمت ہے مگر میں انہیں کبھی بھی نہیں سمجھا سکی تھی کیونکہ ان کی آنکھوں پر صرف پیسے کی پٹی بندھی تھی۔

وہ سب لڑکیاں سونے کا چمچہ لے کر پیدا ہوئی تھیں اور والدین بھی

ذہن سازی کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے مگر میرے والدین نے ہمیشہ انسانیت سے محبت سکھایا ہے بلا تفریق خدمت کے لیے تیار کیا ہے۔مجھے ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنا اور ان کا غم سننا نہایت ہی عزیز ہے۔

اس عورت کی داستان اولاد کی بے رخی بتارہی تھی یوں لگ رہا تھا کہ وہ اولاد کے سامنے بے بس ہے وہ بار بار یہی کہہ رہی تھی کہ "ایسی اولاد سے اولاد نہ ہونا بہتر ہے" اس کی زندگی حسرت و یاس کا واضح آئینہ تھی کیونکہ کوئی ماں ایسے الفاظ اولاد کے لیے استعمال نہیں کر سکتی وہ تقریباً زندگی کی ستر بہاریں طے کر چکی تھی مگر اولاد نے نہ کچھ دیا اور نہ اسے امید تھی۔اس کے بدن پر پرانے بوسیدہ کپڑے تھے جن میں سے جگہ جگہ پیوند دکھائی دے رہے تھے۔بقول اس کے اولاد نے ہمیشہ ستایا،لاڈ پیار کا صلہ نفرت کی صورت میں ملا۔اُس کے آنسوؤں کا نہ رکنے والا سلسلہ تب شروع ہوا جب اس نے کہا کہ کون انسان ایسا ہے کہ وہ چاہے کہ بھیک مانگے مگر اس کے بے حس بیٹے بھیک کے لیے مار پیٹ کر گھر سے باہر نکالتے ہیں ورنہ وہ کئی سالوں سے گھروں میں برتن دھو کر اپنا گھر چلا رہی تھی۔ اس کے بیٹوں نے بھیک کے پیسے مقرر کر رکھے ہیں اور اگر کم ہوں تو جو چیز ہاتھ میں آئے اسی سے پیٹتے ہیں۔اس نے اپنی زخمی ٹانگیں بھی بتائیں جن پر سیاہی کی طرح نشان پڑے تھے اور خون خشک تھا اس کی زخمی ٹانگیں میرے ضبط آنسوؤں کو نہ روک سکیں۔ اس کی اولاد میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں اور شوہر فوت ہو چکا ہے۔بیٹوں کے ہوتے ہوئے بھی وہ زمانے کے رحم و کرم پر پل رہی ہے۔

مجھے اس عورت پر نہایت رحم آیا اس کا ہر ہر لفظ مجھے تکلیف دیتا رہا۔ اسے ملنے کے بعد اس کا چہرہ مجھے اکثر دکھائی دیتا ہے، بعض اوقات میں سوچتی

ہوں کہ کسی کی اولاد اتنی بھی بے رحم ہو سکتی ہے ؟نہیں نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔میں اپنے من کو سکون پہچانے کی کوشش کرتی ہوں مگر سکون نہیں ملتا۔آخر والدین کو ستانے والی ایسی اولاد اپنا ضمیر کہاں بیچ لیتی ہے ؟والدین کی محنت و جدوجہد کا بدلہ دینا تو دور کی بات ان کے بڑھاپے کا سکون بھی چھین لیتی ہے۔لیکن یہاں تو سب اندھیر نگری میں بستے ہیں۔اگر اس عورت کے بیٹے بے حس ہیں تو یہ زمانہ کیوں بے حس ہو گیا ہے؟اگر اولاد کے کچھ حقوق ہیں تو انسانیت کے بھی تو کچھ حقوق ہیں۔انسانیت کیوں ختم ہوتی جارہی ہے ؟ہم ایسے لوگوں کی مدد کے لیے کیوں نہیں بڑھ رہے ؟ ایسی بے حس اولاد سے کیوں نہیں نمٹ رہے ؟والدین جن کے لیے رب کریم نے فرمایا کہ "انہیں اُف تک نہ کہو" تو ہم ان عظیم والدین کے حقوق کے لیے کیوں نہیں اُٹھ رہے ؟مغرب میں تو کب سے والدین کے حقوق نہیں ہیں ان کے نزدیک تو والدین کی کوئی قدر نہیں ہے وہ یہی سمجھتے ہیں کہ قدرت نے والدین کو بنایاہی "اولڈ ہاؤس" کے لیے ہے۔

والدین کی اطاعت ہر کسی پر لازم ہے چاہے وہ جس مذہب یا جس فرقے کا؛ فرد ہو اور اگر ہم ساری زندگی والدین کی خدمت کریں تو پھر بھی ان کے کسی ایک احسان کا بدلہ بھی نہیں چکا سکتے تو پھر وہ لوگ جو ہمیشہ والدین کو نظر انداز کرتے ہیں ان کا کیا حال ہو گا ؟ایسے لوگوں کو احساس ضرور ہوتا ہے مگر اُس وقت جب قیمتی ہیرے کھو چکے ہوتے ہیں تب سوائے ہاتھ ملنے کے کچھ نہیں ملتا، کچھ نہیں ملتا۔

مگر!روز محشر جواب تولیا جائے گا.......................اور اس بڑھیا کی بات بار بار میرے ذہن میں کھٹک رہی ہے کہ "نافرمان اولاد سے اولاد نہ ہونا بہتر ہے۔" واقعی !ایسی اولاد کی مائیں ایسا ہی کہتی ہیں اور اس کے علاوہ چارہ ہی کیا ہے ؟؟

اسلام میں عورت کا مقام

عورت کے حقوق کے نعرے مستانے لگانے والی ان قوموں کی تاریخ جو اسلام میں عورت کے بلند مقام کو ذلت، قید، تنہائی اور ظلم گردانتے ہیں وہ عورت کا کیا مقام سمجھتے ہیں اور ان کی تہذیب میں عورت کی حیثیت کیا ہے؟
آیئے پڑھتے ہیں مولانا محمد طارق گڑ نگی کی اس تحریر میں

عورت ایک بہترین خدا کا تحفہ ہے اگر اللہ کی طرف سے یہ تحفہ بیٹی کی صورت میں ملا ہے تو نعمت ہے اگر ماں کی صورت میں ملا ہے تو اس کے قدموں تلے جنت ہے اور اگر بیوی کی صورت میں ملا ہے تو زندگی کا بہترین ساتھی ہے اگر بہن کی صورت میں ملا ہے تو وہ جنت کا پھول ہے۔ اسلام نے عورت کو جو مقام و مرتبہ دیا دنیا کا کوئی بھی مذہب اسے اس طرح کا رتبہ نہیں دیتا۔ اس سے پہلے وہ کانٹوں کے بستر پہ تھی اسلام نے اسے پھولوں اور ریشم کی سیج پہ بٹھا دیا، اس سے پہلے موت وحیات کی چکی میں پس رہی تھی اسلام نے اسے زندگی کا انمول تحفہ عطا کیا، اس سے پہلے وہ بتوں اور دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھا دی جاتی تھی اسلام نے اسے جنت کا ضامن بنا دیا۔ غیر اسلامی تہذیبوں میں عورت کی حق تلفی ہوئی ہے اس کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے اسے منحوس سمجھا گیا ہے۔

عورت؛ گوروں کی تہذیب میں:

رومیوں نے عورت کو جانور کا مقام دیا، ان کی تہذیب میں نکاح کو عورت کے خریدنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا معمولی سی بات پہ عورت کو موت کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا تھا، عورت کو بہترین الماری میں سجا کے بازار کی زینت بنایا

جاتا تھا، میراث میں بھی عورت کا حق نہیں تھا۔

عورت؛ جہلاء عرب کے دیس میں:

اہل عرب زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کو زندہ دفن کیا کرتے تھے ان کی کفالت کو ایک بوجھ سمجھا جاتا تھا ان کو رہن اور ضمانت کے طور پہ رکھا جاتا تھا۔

عورت؛ یہودیت کی نگاہ میں:

یہودیوں کے ہاں کافی عرصہ تک اس بات میں بھی اختلاف چلتا رہا کہ آیا عورت انسان بھی ہے یا نہیں؟ بہت سے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ عورت انسان نہیں بلکہ مردوں کی خدمت کے لیے انسان نما ایک "حیوان" ہے۔

عورت؛ عیسائیت کے فلسفے میں:

عیسائیوں کے ہاں عورت کی قدروقیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 582ء میں کلیسا کی ایک مجلس نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ عورتیں روح نہیں رکھتیں۔

محسن انسانیت کا پیدائش:

اس سے چند سال پہلے جزیرۃ العرب میں اللہ پاک کا وہ آخری نبی پیدا ہو چکا تھا جو تمام انسانوں کے حقوق کا محافظ و نگران تھا۔

عورت؛ قرآن کی نظر میں:

بیٹیوں کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں جو سلوک روا رکھا جاتا تھا قرآن پاک اس کے بارے میں یوں کہتا ہے اور جب گاڑھی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی۔؟

(سورۃ التکویر)

قیامت کے دن زندہ دفن کی جانے والی بچی سے پوچھا جائے گا کہ

- تجھے کس جرم میں قتل کیا گیا تھا؟
- کیا تو نے کسی کو ستایا تھا؟
- کسی کا خون بہایا تھا؟
- کسی کا دل دکھایا تھا؟
- آخر کیا جرم کیا تھا تو نے جس کی پاداش میں تمہیں زندہ درگور کر دیا گیا۔

قرآن مجید میں ایک اور منظر بھی ملتا ہے کہ جب ان جاہلوں کو بتایا جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیٹی دی ہے تو ان کی حالت یہ ہوتی تھی کہ شرم کے مارے چھپتے پھرتے، ان کا دل غم سے پھٹنے لگتا تھا، ان کے چہرے پہ نحوست اور بدبختی کی سیاہی پھیل جاتی وہ اپنی لخت جگر کو زندہ درگور کرنے کی سوچنے لگتے اللہ پاک کلام پاک میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ: جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خبر دی جائے تو سارا دن ان کا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے، جس چیز کی اس کو خبر دی گئی اس کی عار سے لوگوں سے چھپتا پھرے۔ آیا اس کو ذلت پر لیے رہے یا اس کو مٹی میں گاڑ دے، خوب سن لو! ان کی یہ تجویز بہت ہی بُری ہے۔

(سورۃ النحل)

عورت؛ رسول اللہ ﷺ کی رداء رحمت میں:

اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ نے عورت کو اسی وقت یہ مقام ورتبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ: مجھے تمہاری دنیا میں خوشبو اور عورتیں پسند ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔

ایک سفر میں حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: "یاانجشہ لا تکسر القواریر دیکھنا انجشہ ان آبگینوں کو توڑ نہ دینا" اس اونٹنی پر عورتیں سوار تھیں۔

ایک اور حدیث شریف میں فرمایا کہ عورتیں مردوں کی بہنیں اور دوسرا حصہ ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے جس کی کوئی بیٹی ہو وہ اسے زندہ دفن نہ کرے نہ اس کی توہین ہونے دے نہ بیٹے اس پر ترجیح دے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دولڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغ کو پہنچ گئیں تو قیامت کے روز میں اور وہ اس طرح آئیں گے جیسے میرے ہاتھ کی دوانگلیاں ساتھ ساتھ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے اپنی بڑی انگشت اور شہادت والی انگلی کو ساتھ ملا کر دکھایا ان دونوں انگلیوں میں چھوٹا بڑا ہونے کے اعتبار سے کچھ فرق تو ہے لیکن ہیں بہرحال دونوں ایک ساتھ ساتھ۔

ایک روایت میں ملتا ہے کہ جس کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوں اور وہ ان کی اچھی طرح پرورش کرے تو یہی لڑکیاں اس کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائیں گی۔ ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں بہترین ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (لوگو! جان لو کہ) تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر

والوں کے لیے بہتر ہو (اور جان لو کہ) تم میں سے سب سے بہتر اپنے گھر والوں سے حسن سلوک کرنے والا میں خود ہوں۔ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پہ عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پس عورتوں کے بارے میں تم اللہ سے ڈرو کیوں کہ تم نے ان کو اللہ کے عہد کے ساتھ لیا ہے اور تم نے ان کی شرمگاہوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ حلال کیا ہے ۔

نبی پاک ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو بعض صحابہ نے شکایت کی کہ عورتیں سرکش ہوتی جارہی ہیں تو آپ ﷺ نے کچھ سختی کرنے کی اجازت دی اس اجازت کا فائدہ اٹھا کر بعض لوگوں نے اچھی خاصی پٹائی بھی کر دی آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو مسجد میں جمع فرمایا اور ان کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا: آج محمد (ﷺ) کے گھر والوں کے پاس ستّر عورتوں نے چکر لگایا ہے ہر عورت اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی (میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ) جن لوگوں کی شکایت آئی ہے وہ تم میں اچھے لوگ نہیں ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں ہم عورتوں کو کچھ نہیں سمجھتے تھے نہ ان سے کوئی مشورہ لیتے تھے ایک طرف یہ جاہلیت تھی یہ معاشرہ تھا جس میں بیٹی کا ہونا باعث شرم تھا وہ نحوست سمجھی جاتی تھی، بد بختی کی علامت تھی لیکن دوسری طرف اسلام نے اسے عزت کا مقام دیا دلوں میں اس کی محبت کیسے پیدا کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے چند لمحے پہلے جن اہم باتوں کی امت کو تلقین فرمائی ان میں سے ایک یہ بات بھی ہے نماز کا خیال رکھنا اور جن کے تم مالک ہو ان کا خیال رکھنا علماء فرماتے ہیں کہ ” جن کے تم مالک

ہو" ان میں بیویاں بھی شامل ہیں۔

غیر مسلم اقوام اسلام کو عورتوں کے حقوق کا غاصب قرار دیتے ہیں ذرا انہیں سوچنا چاہیے کہ اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب ہے جس نے اچھی بیوی کو آدھا ایمان قرار دیا ہو؟ جس نے بیواؤں کو عزت کے منصب پہ بٹھایا ہو؟ جس نے عورت کے حسن و جمال کو نہیں بلکہ عورت ہونے کا قابلِ احترام ٹھہرایا ہو؟

عورت کی چار نمایاں حیثیتیں:

بیٹی ہونے کی حیثیت، بیوی ہونے کی حیثیت، ماں ہونے کی حیثیت، بہن ہونے کی حیثیت ان چاروں حیثیتوں کے اعتبار سے جو عظمت و عزت اور محبت اسلام نے عورت کو دی ہے دنیا کے کسی قانون اور مذہب نے نہیں دی ہے۔ مذہبِ اسلام میں تو ہر عورت یہ صدا لگاتی ہے کہ میں اگر

1. بیٹی ہوں تو "رحمت" ہوں۔
2. بہن ہوں تو "دعا" ہوں۔
3. ماں ہوں تو "جنت" ہوں۔
4. بیوی ہوں تو روح کا "سکون" ہوں۔

آج ہمارے معاشرے میں عورت کو مظلوم ثابت کرنے کے لیے سب سے زیادہ اس بات کو اچھالا جاتا ہے کہ بحیثیت بیوی عورت پہ ظلم ہوتا ہے ایک بات واضح ہے کہ اگر کوئی اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا ناجائز کام کرتا ہے تو اس کی ذمہ داری دینِ اسلام پہ نہیں ڈالی جا سکتی۔ اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ روز روشن کی طرح عیاں ہے ہم عورت کو وہ حقوق دیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

قسط نمبر:27

ظہیر الدین محمد بابر

امان اللہ کاظم، لیہ

ظہیرالدین محمد بابر یہ خوب جانتا تھا کہ اس کی ماں اور نانی اماں کا مطالبہ درست تھا کہ اب تک اسے اپنی اور اپنی بہن خان زادہ بیگم کی شادی سے عہدہ برآء ہو جانا چاہیے تھا، مگر جنگ و جدل میں مصروف ہونے کے باعث وہ اس طرف متوجہ نہیں ہو پایا تھا اب جبکہ اس کی ماں اور نانی اماں نے اصرار کیا تو اس کے سامنے اس کی پیش نہ گئی اور وہ یہ بات سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اس کی نہ سہی مگر اس کی بہن کی شادی ضرور ہو جانی چاہیے کیونکہ اس کی شادی کی عمر نکلی جا رہی تھی۔

یہ بات اماں اور نانی اماں کو خوب معلوم تھی کہ بابر شادی کے معاملے میں بہت شرمیلا واقع ہوا تھا اس کی اس کمزوری کے سبھی اہل خانہ معترف بھی تھے انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ اس کے لشکر میں عیاشیاں اور اوباشیاں عام تھیں مگر بابر کے بارے میں ایسی کوئی بات نہ تو دیکھنے میں آئی تھی اور نہ ہی سننے میں۔ بالفاظِ دیگر بابر کا دامن ہر قسم کی آلائش سے پاک تھا۔

جب کبھی اماں جان یا نانی اماں ؛ بابر کے سامنے شہزادی عائشہ (بابر کی منگیتر) کا ذکر چھیڑ بیٹھتیں تو بابر شرم کے مارے اپنی گردن جھکا لیتا تھا حالانکہ اس کی یہ دلی خوہش تھی کہ بیاہ بہر صورت ہونا چاہئے کیونکہ اس کی شادی کی عمر بھی جا رہی تھی مگر اب تک بابر کو خانزادہ بیگم کے جوڑ کا رشتہ نہیں مل پا رہا تھا۔

بابر کے دوست اور مشیر خاص علی دوست نے بھی اسے یہی مشورہ دیا

تھا کہ اب سے اس کار خیر میں دیر نہیں کرنی چاہیے ۔ خانزادہ بیگم کے ہاتھ پیلے کرنے کے ساتھ ساتھ اسے بھی شہزادی عائشہ سے شادی کرلینی چاہیے ۔ مگر بابر؛ علی دوست کے مشورے کے پسِ پردہ اس کے مذموم مقاصد کوخوب جانتا تھا اسے معلوم تھاوہ اس بہانے سے اسے اندجان سے دور کرنا چاہتا تھا تاکہ اس کی عدم موجودگی میں وہ اپنے دیرینہ منصوبے کوپایۂ تکمیل تک پہنچاسکے ۔بالفاظِ دیگر وہ اندجان کی مسند شاہی پر بابر کے چھوٹے بھائی جہانگیر مرزاکو متمکن دیکھنا چاہتا تھاتاکہ وہ اپناالوبطریق احسن سیدھاکرسکے۔

اہل فرغانہ کومغلوں سے غصب شدہ اشیاء واپس دلانے میں ناکامی کے بعد علی دوست نے آہستہ آہستہ بابر کے خلاف ان کے اذہان میں زہر گھولناشروع کردیا اوراس طرح وہ انہیں بغاوت پر آمادہ کرنے کی درپردہ بھرپور کوشش کر رہا تھا۔وہ خوب جانتا تھاکہ بابر کی مٹھی بھر فوج اندجان کے ناراض شہریوں کو قابو میں رکھنے سے قاصر تھی اگرچہ ظاہراًوہ بابر کاہمدرد اورصلاح کاربنا بیٹھا تھا مگر باطناًوہ بابر کے پاؤں کے نیچے سے اندجان کی زمین کھینچ لیناچاہتا تھااس مقصد کے لیے وہ اپنی فوجی قوت میں روزبروز اضافہ کرتا چلاجا رہا تھا وہ اشاروں اشاروں میں بابر کویہ باورکرانے کی تگ ودَو میں مصروف رہتا تھا کہ اس کی اعانت کے بغیر بابراپنے شہریوں کو قابومیں رکھنے سے قاصر تھا۔

جب کبھی بابرلوگوں کوراہِ راست پرلانے کے لیے کوئی فرمان جاری کرتاتوعلی دوست اوراس کاجواں سال بیٹا اس کے آڑے آجاتے اور اسے یہ باور کرانے میں کوئی پس وپیش نہیں کرتے تھے کہ بابر کاان کے ہاتھ پرکام کے لیے مشوہ کرنے کابہر صورت معاہدہ تھااس غیر دانش مندانہ معاہدے کی وجہ سے دونوں باپ بیٹوں نے بابر کوزچ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا

تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ دونوں باپ بیٹا بزعم خویش وقتاً فوقتاً اپنے فرامین بھی جاری کرتے رہتے تھے اور بابر کو کانوں کان خبر کیے بغیر ان فرامین کی تعمیل بھی بزورِ بازو کرا لیا کرتے تھے۔ بابر کو جب ان فرامین سے متعلق معلوم ہوتا تو وہ دانت پیس کر اور ہونٹ چبا کر ہی رہ جاتا۔

علی دوست اور اس کے بیٹے سے متعلق تزکِ بابری کے صفحہ نمبر 49 پر بابر بذاتِ خود کچھ اس طرح رقم طراز ہے: "اندجان آنے کے بعد علی دوست نے بہت عروج پایا میرے وفادار ساتھیوں خلیفہ ابراہیم ساردا اور دیس لاغری کو ایک ایک کر کے خوب رسوا کیا اور پھر ان کو اندجان سے نکال دیا میں اس کی ان حرکات کو دیکھتا مگر کچھ نہ کہہ سکتا وہ جو چاہتا کرتا حتیٰ کہ اس کا بیٹا بھی خود کو اندجان کا مالک سمجھتا تھا اور اسی طرح دربار لگاتا تھا جیسے بادشاہ وہ تھا۔"

ایک انگریز رائیٹر ایل۔ ایف رش بروک ولیمز اپنی تصنیف "ظہیر الدین بابر" کے صفحہ نمبر 66 پر اس واقعے کے متعلق کچھ یوں لکھتا ہے:

"اندجان پر بابر کی طرف سے مقرر کردہ حاکم علی دوست طغائی کا سر پھر گیا تھا جو ایک خود مختار شہزادے کی طرح حکمرانی کرتا تھا اپنے نوعمر آقا کے گھربار پر قطعی حاکمیت اختیار کرنے کے بعد اس نے خلیفہ اور قاسم بیگ جیسے معتمد خدمت گاروں کو ذلت کے ساتھ برطرف کر دیا جنہوں نے مصائب اور صعوبات میں اس کا اتنا کچھ ساتھ دیا تھا۔

اس کا بیٹا تو اور بھی آگے بڑھ گیا تھا۔ اس نے ایک سلطان کی طرح استقبالیہ ضیافتیں اور ایک دسترخوانِ عام شروع کیا تھا۔ بابر کے حالات انتہائی نازک ہو گئے تھے۔ دوسروں کی زیرِ سرپرستی رہنا اس کے لیے بڑا تکلیف دہ تھا اس لیے وہ ایسی زندگی سے فرار ہونے کے لیے کسی بہانے کی تلاش میں تھا۔"

بنابریں بابر کے ہاتھ پاؤں کٹ چکے تھے اور وہ علی دوست طغائی کے ایک قیدی کی طرح زندگی بسر کر رہا تھا۔ قاسم بیگ چاہتا تھا کہ وہ علی دوست اور اس کے بیٹے کو قتل کر دے مگر بابر نے اسے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

بابر نے اب فیصلہ کر لیا تھا کہ اسے علی دوست طغائی کو چکما دے کر کسی نہ کسی طرح اندجان کو خیر باد کہہ دینا چاہیے۔ چنانچہ بابر نے اپنی تجویز پر عمل درآمد کرنے کے لیے خفیہ طور پر اپنے معتمدِ خاص قاسم بیگ کو بلا بھیجا اس نے قاسم بیگ سے کہا کہ

"شاہی خاندان کی تینوں خواتین (بابر کی والدہ قتلق نگار خانم، نانی اماں دولت بیگم اور ہمشیرہ خانزادہ بیگم) کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے خجند پہنچ جاؤ! اور وہاں میرے پہنچنے کا انتظار کرو میں بہت جلد تمہارے پاس ہوں گا"

جب شاہی خاندان کی یہ تینوں خواتین اندجان سے روانہ ہونے لگیں تو علی دوست کو تشویش لاحق ہوئی وہ اپنے تئیں کہنے لگا کہ دال میں کچھ کالا دکھائی دیتا ہے اس نے بابر سے برملا پوچھ ہی لیا کہ شاہی خواتین اندجان چھوڑ کر کہاں جا رہی ہیں؟ بابر نے برجستہ جواب دیا کہ سمرقند۔

علی دوست نے پوچھا کہ "بیٹھے بٹھائے سمرقند جانے کا اچانک قصد کیونکر ہوا؟" بابر نے کہا: "میرے اہل خانہ کے ساتھ ساتھ تو بھی چاہتا تھا کہ میں شہزادی عائشہ سے شادی کر لوں اگرچہ سرِ دست میرا شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ میری ہمشیرہ خانزادہ بیگم کی شادی مجھ سے پہلے ہونی چاہیے مگر تمام گھر والوں اور آپ کے اصرار کے پیش نظر میں نے بالآخر شادی کرنے کا مصمم فیصلہ کر لیا ہے۔ آپ بھی تو یہی چاہتے تھے نا! کیا میرا فیصلہ درست نہیں ہے؟"

علی دوست بابر کے اس برجستہ جواب سے کچھ سٹپٹاسا گیا تھا مثبت انداز میں سر ہلائے بغیر اس کے پاس اور کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا۔اس کے چہرے مہرے سے تو اطمینان ٹپک رہا تھا مگر اس کے دل میں کیا تھا یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ قاسم بیگ شاہی خواتین کو ہمراہ لیے ہوئے بابر کے بااعتماد اور جری جوانوں پر مشتمل ایک فوجی دستے کی نگرانی میں خجند کی طرف روانہ ہو گیا۔اسی اثنا میں بابر کا ایک دیرینہ ساتھی سلاخ جو کہ اس کا فن سپاہ گری کا استاد بھی تھا اندجان آپہنچا ۔وہ کافی عرصہ قبل بابر کی اجازت سے مغلستان چلا گیا تھا اب اس کا مغلستان سے جی بھر گیا تھا اس لیے وہ بارِ دگر بابر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلاخ کے آجانے سے بابر کو کافی حوصلہ ملا کیونکہ قاسم بیگ کی کمی کو اس نے آ کر پورا کر دیا تھا۔بابر اندجان سے نکلنے میں اب کوئی تاخیر نہیں کرنا چاہتا تھا۔اس نے سلاخ کو سلطان احمد تنبل اور جہانگیر مرزا کے پاس بھیج دیا جو اس وقت اوزقند میں مقیم تھے ۔بابر نے سلاخ کو یہ فرض سونپا کہ وہ اوزقند جا کر تنبل اور جہانگیر مرزا کو اس طرح رام کرے کہ وہ بابر سے صلح کے خواستگار ہوں ۔اپنے فرض کی ادائیگی کے بعد وہ اس کے پاس خجند آجائے۔

سلاخ؛اوزقند کی جانب بلا تاخیر روانہ ہو گیا اور پھر بابر بھی کسی کو کانوں کان خبر کیے بغیر اپنے دوسو چالیس جانثاروں کے ساتھ منہ اندھیرے اندجان سے جانبِ خجند نکل کھڑا ہوا۔علی دوست اوراس کے بیٹے کو دن چڑھے پتہ چلا کہ بابر اندجان جاچکا ہے ۔یہ خبر پا کر اسے ایک دھچکا سا لگا کیونکہ اب کے اس کے ہاتھوں سے باز اڑ کر خجند جاپہنچا تھا۔

علی دوست نے فیصلہ کیا کہ اسے بابر کے تعاقب میں خجند پہنچنا چاہیے اور اس کی نقل وحرکت پر نظر رکھنا چاہیے کیونکہ اگر اس نے طاقت پکڑلی تو پھر وہ

اسے وادئ فرغانہ سے دودھ میں پڑی مکھی کی طرح باہر پھینکے گا۔بس اس خیال کا آنا تھا کہ دونوں باپ بیٹا خجند کی طرف اڑے چلے جارہے تھے۔خجند پہنچ کر بغیر کوئی سانس لیے بابر کی خدمت میں آحاضر ہوئے۔بابر کو اچھنبا تو لگا کہ علی دوست نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا مگر ازراہ مصلحت اس نے بڑی خندہ پیشانی سے علی دوست اور اس کے بیٹے کا خیر مقدم کیا۔

علی دوست نے آہستہ آہستہ بابر کے پاؤں دابتے ہوئے خوشامدانہ لہجے میں پوچھا:"شاہ مکرم!آخر یوں خاموشی سے اندجان کو چھوڑ کر خجند آنے میں کیا مصلحت تھی؟"بابر نے جواب دیا:"چونکہ والدہ صاحبہ اور نانی اماں نے شہزادی عائشہ کو سمرقند سے خجند بلوالیا تھا تاکہ اس سے میری شادی کرادی جائے۔بنابریں مجھے امی جان اور نانی جان کے حکم کے مطابق فوراً خجند پہنچنا تھا۔آپ بھی تو یہی چاہتے تھے لہٰذا میں نے خجند آکر سب کے حکم کی تعمیل کی ہے اب تو آپ کو مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہونی چاہیے اور باقی رہی اندجان سے میرے خاموشی سے باہر نکلنے کی بات تو میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے دشمنوں کو یہ پتہ چلے کہ میں اندجان سے جاچکا ہوں۔"جاری ہے

اناللہ وانا الیہ راجعون

مولانا عمر علی کے قریبی عزیز میاں محمد صاحب انتقال کر گئے ہیں۔مفتی محمد مدثر روہیلانوالی کے والد محترم انتقال فرماگئے ہیں۔

قارئین کرام!ایک بار سورۃ فاتحہ اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر تمام موتیٰ کے لیے ایصال ثواب فرمائیں۔

رابطہ:بذریعہ SMS 03324576084

میں خوبصورت بننا چاہتی ہوں

نظیفہ عمر، جھنگ

نئی نویلی دلہن کی ماں حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی کیا تم پاگل ہو ؟ مہمان تمہیں دیکھنے کے لیے انتظار کر رہے ہیں اور تمہارے میک اپ اور بناؤ سنگھار کا کیا ہو گا؟ یہ تو سارا پانی سے دھل جائے گا میں تمہاری ماں ہوں اور تمہیں نماز نہ پڑھنے کا حکم دیتی ہوں اور کہا واللہ اگر تم نے ابھی وضو کیا تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی! بیٹی نے کہا اللہ کی قسم میں یہاں سے تب تک نہ جاؤں گی جب تک نمازادا نہ کر لوں، میں کسی کو خوش کرنے کے لیے اپنے اللہ کی نا فرمانی نہیں کر سکتی۔ اس کی ماں نے کہا مہمان تمہیں میک اپ کے بغیر دیکھ کر کیا کہیں گے؟ وہ تمہارا مذاق اڑائیں گے اور تم کسی کو بھی اچھی نہیں لگو گی! لڑکی ماں کی بات سن کر مسکراتے ہوئے بولی آپ اس لیے پریشان ہو رہی ہو کہ میں لوگوں کی نظر میں خوبصورت نہیں لگوں گی لیکن میں تو اپنے پیدا کرنے والے کی نظر میں خوبصورت بننا چاہتی ہوں۔ لڑکی نے وضو کیا جس کی وجہ سے اس کا سارا میک اتر گیا لیکن اسے میک اپ خراب ہونے کا کوئی افسوس نہیں تھا اور نہ ہی لوگوں کے اچھا برا کہنے کا کوئی خیال تھا کیوں کہ اسے لوگوں سے زیادہ اپنے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے سرخرو ہونا تھا! اس نے نماز شروع کی اور حالت سجدہ میں وہ لطف پایا جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے اسے تو پتا بھی نہیں تھا کہ یہ اس کی زندگی کا آخری سجدہ ہو گا، جی ہاں وہ لڑکی حالت سجدہ میں اپنے خالق حقیقی سے جاملی۔ کیا خوبصورت اور عظیم اختتام تھا! وہ اللہ کو قریب کرنا چاہتی تھی اللہ عزوجل نے اُسے اس حالت سجدہ میں اپنے قریب کیا۔

رس ملائی

ام بریرہ، لاہور

اجزاء	وزن
تازہ دودھ	ایک کلو
پاوڈر ملک	ایک پیالی
انڈا	ایک عدد
چینی	ایک پیالی یا اپنے ذائقہ کے مطابق کم یا زیادہ کر لیں
الائچی	آدھا چائے کا چمچہ باریک پسی ہوئی
کھویا	آدھا پاؤ
بیکنگ پاؤڈر	ایک چائے کا چمچہ
پستے	سجاوٹ کے لیے

ترکیب:

تازہ دودھ میں پسی الائچی اور کھویا اور چینی ڈال کر پکانے رکھ دیں۔ جب تک دودھ گاڑھا ہوتا ہے۔ پاؤڈر ملک میں بیکنگ پاؤڈر ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں اس میں انڈا ڈال کر اس کو گوندھ لیں اور گول گول شیپ کی چھوٹی چھوٹی بالز بنا لیں اب دودھ گاڑھا ہو گیا ہے تو اس میں یہ ڈالیں اور چار، پانچ منٹ تک پکائیں گولیاں ڈال لینے کے بعد چمچہ نہیں چلانا بلکہ دیگچی کو ہلا کر گولیوں کو گھما لیں تاکہ گولیاں دودھ میں اچھی طرح جذب ہو جائیں مزیدار رس ملائی تیار کسی بھی ڈش میں نکال کر اُوپر سے پستوں سے سجا کر ایک دیڑھ گھنٹہ فریج میں ٹھنڈی کر کے کھائیں اور مزے اُڑائیں افطار پارٹی میں مہمانوں کو پیش کریں